آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنے

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۹ | بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء | نمبر ۱

فہرست مضامین

آریہ سماج دوسرے مذاہب کو کس نظر سے دیکھتی ہے ۱ - ۲۴
اشاعتِ اسلام ۲۴ - ۳۶
ریویو ۳۶
صدر انجمن احمدیہ کی ماہوار رپورٹ ۳۷ - ۴۰

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء کو صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام سے شائع ہوا - چندہ سالانہ عوام سے عہ ، طلبا سے عہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آریہ سماج دوسرے مذاہب کو کس نظر سے دیکھتی ہے

جس شخص نے آریہ سماج کی کتابیں پڑھی ہوں یا کسی آریہ اُپدیشک کو پرچار کرتے سُنا ہو اسکی ضرور یہی رائے ہوگی کہ کیا آریوں کا مذہبی لٹریچر اور کیا اُنکے لیکچر ہر دو گالیوں اور گندہ زبانی سے پُر ہیں۔ ہندوستان کے بڑے بڑے مذاہب مثلاً ہندو۔ عیسائی اور مسلمان سب کے سب ایک آواز سے پُکار رہے ہیں کہ آریہ سماج اُنکی پاک کتابوں اور مقدس بزرگوں پر نہایت بیباکی اور دریدہ دہنی سے ناپاک حملے کر رہی ہے۔ غیر آریوں پر بے جا حملوں کا ارتکاب محض تقریروں اور تحریروں تک ہی محدود نہیں بلکہ اس زہریلے اثر کو پھیلانے کے لیئے بھجن بھی بنائے گئے ہیں جنکو لڑکے اور لڑکیاں بھرے اجلاسوں میں گا کر سُناتی ہیں۔ ان بھجن منڈلیوں کا اسقدر رواج ہوگیا ہے کہ خود سمجھدار آریہ اس ضرر رساں طریق کو ناپسند کرنے لگ گئے ہیں۔ اور آریہ سماج میں یہ خطرناک متعدی مرض کس حد تک پھیلا ہوا ہے اسکے اظہار کے لیئے ہم ویدک میگزین میں سے ایک قابل آریہ مہاشہ کے الفاظ نقل کیئے دیتے ہیں لالہ گھاسی رام صاحب ایم اے پلیڈر لکھتے ہیں کہ ”دشمن تو درکنار ہمارے اپنے بہت سے دوست بھی ہمکو اندھا دھند تقلید بیجا جوش اور زیادتی کا ملزم ٹھہرا رہے ہیں۔ غیر آریہ لوگوں اور اُنکے مذاہب کی نسبت جو الفاظ ہم استعمال کرتے ہیں وہ کسی صورت سے قابل ستائش نہیں کہلا سکتے ہم ہر شخص کا مقابلہ کرنیکو تیار ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا چودہ پندرہ سال کا بچہ بھی جسکو ابھی دنیا و

ما فیہا کا کوئی تجربہ نہیں ہوتا شنکراچارج۔ گوتم بدھ اور یسوع مسیح جیسے وِدوان لوگوں پر اعتراض اور انکی عیب جوئی کرنے سے نہیں چوکتا ہمارے اخبارات کی توجہ صرف اُن لوگوں تک ہی محدود نہیں جو مذہبًا ہمارے مخالف ہیں بلکہ انکی نظرِ عنایت اپنے آریہ بھائیوں اور دوستوں پر بھی ہو رہی ہے۔ دوسروں کی معمولی کمزوریوں کو بڑے بڑے اخلاقی جرائم بنا کر دکھا دینا ہمارے بائیں ہاتھ کا کرتب ہو رہا ہے۔ ہماری اعلیٰ درجہ کی صفت اسی میں رہ گئی ہے کہ ہم اپنے مخالفین کی سیاہ تصویر کھینچیں اور انکے ادنیٰ نقائص کو قابل نفرت گناہ بنا کر دکھاویں۔ ہمارے اُپدیشکوں کو جس بات سے زیادہ اُنس ہے وہ یہ ہے کہ مخالف مذاہب کے معتقدات کو قابل اعتراض پیرایہ اور غیر مہذبانہ عبارت میں پیش کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں وہی لیکچرار کامیاب سمجھا جاتا ہے جو دوسرے مذاہب کے مسلّمہ اور مقدّس اصولوں کو موڑ توڑ کر پیش کر کے حاضرین کو ہنساوے۔ ہماری خوش طبعی اور مذاق اگر ہے تو یہ کہ دوسرے مذاہب کی ہنسی اُڑائیں اور عجیب تر یہ بات ہے کہ ہم ان حرکات پر خوش ہوتے اور انکا نام ہماری اصطلاح میں صاف گوئی رکھا جاتا ہے۔

لیکچراروں کے علاوہ چونکہ ہمارے بڑے بڑے اہل قلم بھی جن سے ہمیں بہتر امیدیں رکھنی چاہیئے تھیں عام مذاق کی پیروی کر کے تہذیب سے گرے ہوئے ہیں۔ اسلیئے جو نقص ہماری تقریروں میں ہے وہی تحریروں میں بھی موجود ہے۔ آپ آریہ سماج کا کوئی پرچہ اُٹھا کر دیکھیں تو یقینًا آپکو معلوم ہو جائیگا کہ اڈیٹر اور نامہ نگار سب کے سب دوسرے لوگوں کی عیب شماری اور نقص گیری کے معیوب کام میں مصروف ہیں۔ ہم اپنے بھجنوں کو دیکھیں تو اُنہیں یا تو گالیوں کا ایک لمبا سلسلہ پائیں یا ہندو۔ مسلمان اور عیسائیوں کے معتقدات پر بیجا اور بیوجہ حملے ہوتے ہیں۔ لازم تو یہ تھا کہ گاین ودیا کی مدد سے ہمارے آتما پرماتما کا گیان حاصل کرتے مگر بجائے اسکے یہ بھجن ہمکو کمینگی کی طرف لیجا کر نفرت اور دشمنی کے دلدل میں پھنسا رہے ہیں۔ ان بھجنوں کے مصنف کچھ ایسے خود رفتہ اور عقل کے پتلے ہیں کہ نظم کے قواعد کا بھی پاس نہیں کرتے اور میں اس شخص کا لوہا مان جاؤں جو ان بھجنوں کی تقطیع کر کے دکھاوے ..... غرض ان بھجنوں سے ہمارے ادنیٰ جذبات تو سیر ہوتے ہیں لیکن غیر آریہ لوگوں کو ہم سے نفرت اور عناد ہوتا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فہرست مضامین ریویو آف ریلیجنز (اردو)

بابت سال سنہ ۱۹۱۰ء

آریہ سماج دوسرے مذاہب کو کس نظر سے دیکھتی ہے ۱-۲۴

آریہ سماج کی گندہ زبانی کے متعلق ایک آریہ ایم۔ اے کی شہادت ۱-۳۔ اس بدزبانی کی جڑھ ستیارتھ پرکاش ہے ۴۔ دیانند کی بدزبانی بائیبل کے خدا کے متعلق۔ ۵۔ حضرت مسیحؑ کے متعلق۔ ۶۔ دیانند کی تہذیب کا نمونہ۔ ۶-۷۔ دیانند کی بدزبانی مسیحی مذہب کے متعلق ۷۔ اسلام کے متعلق ۷-۸۔ دیانند کے اعتراضات کی بیہودگی ۹-۱۲۔ دیانند کی بدزبانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہؓ کی نسبت ۱۲-۱۳۔ اندرمن آریہ کی بدزبانی اور دیانند کی حمایت ۱۴۔ ستیارتھ کی سلطنت برطانیہ کے برخلاف ناراضگی اور حقارت پھیلانیکی تعلیم ۱۶-۲۰۔ مسٹر ہیربین ڈسٹرکٹ جج الہ آباد کا فیصلہ دیانند کی تعلیم کے متعلق ۲۰-۲۱۔ ستیارتھ کی تعلیم خفیہ ذرائع اور فریب استعمال کرنیکے متعلق۔ ۲۲۔ آریہ صاحبان کی خدمت میں ایک درخواست ۲۳۔

اشاعت اسلام ۴-۲۴-۳۶ و ۴۱-۸۰ و ۱۲۱-۱۴۸ و ۱۶۱-۱۹۲-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط خسرو پرویز کسریٰ ایران کے نام اور ایک بڑا نشان ۲۴-۳۲۔ مقوقس شاہ مصر کے نام ۳۲-۳۶۔ ایک مسلمان سفیر کی شہادت ۳۶۔ حملہ آور قبائل کی گوشمالی ۴۱-۴۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرہ ادا کرنا ۴۹-۵۱۔ آپکا رشتہ داری کے تعلقات قائم کر کے اتحاد پیدا کرنا ۵۱-۵۳۔ آپکی قریش سے محبت ۵۳-۵۴۔ لوگوں میں اسلام قبول کرنیکی عام تحریک ۵۹-۶۱۔ بنی سلیم کا مسلمانوں کی ایک جماعت کو شہید کرنا۔ ۶۱۔ ذات اطلاع پر مسلمانوں کو شہید کرنا۔ ۶۱۔ جنگ موتہ ۶۲-۷۳۔ سرحدی قبائل کی شورش ۷۳۔ امن و امان کی اشاعت ۷۴-۷۶۔ قریش کی عہد شکنی ۷۶-۷۸

پھر ان بھجنوں نے ہم پر ایسا قابو پالیا ہے کہ ہمارے سالانہ جلسوں کی کامیابی کے لیئے انکا وجود بھی قریبًا اشد ضروری ہوگیا ہے۔ اور چونکہ ضرورت کا بہم پہنچانا ایک لازمی امر ہوتا ہے اسلیئے ہمارے کتب فروشوں کی دوکانوں میں بھجنوں کی کتابیں اس کثرت سے بھری پڑی ہیں کہ دوسری کتابوں کو جگہ ہی نہیں ملتی۔ بھجنوں کے شوق سے بھجن منڈلیاں بن گئی ہیں جو ہمارے سالانہ جلسوں پر آتی ہیں اور سننے والوں کے دلوں میں نفرت کا زہریلا بیج بوتی ہیں۔ ہم اس خبیث خواہش کے اسقدر تابع ہوگئے ہیں کہ گویا ہم میں خود داری اور حیا کا مادہ ہی نہیں رہا ہے۔ ہمیں شرم نہیں آتی کہ ہم ایک تو اپنے لڑکے اور لڑکیوں سے بھجن گواتے ہیں پھر اُنکے اس فعل کی تحسین کرتے ہیں حالانکہ منوجی نے طالبعلم کو گانے اور ساز بجانے کی قطعی ممانعت کی ہوئی ہے۔ ہاں اس میں تو کلام نہیں کہ ہمارے لڑکے اور لڑکیوں کی اس چستی اور پھرتی سے ایک دلچسپ منظر پیدا ہوجاتا ہے جسے اکثر والدین بھی بڑی محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں"

مذکورہ بالا اقتباس جو کہ ایک صاف گو آریہ کی قلم سے نکلا ہے صاف اس بات کا شاہد ہے کہ آریہ سماج کا تمام جسم سرتاپا گندہ اور گلا ہوا ہے۔ اور کیا اعلیٰ کیا ادنیٰ کیا بچہ کیا بوڑھا کیا واعظ اور کیا مصنّف کیا اڈیٹر اور کیا نامہ نگار کیا سربرآوردہ لوگ کیا عوام سماجی۔ بلکہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بھی ہر ایک اسی گند میں مبتلا ہے۔ اس فرقہ کے رگ و ریشہ میں غیر آریہ لوگوں سے عمومًا اور عیسائیوں و مسلمانوں سے خصوصًا نفرت اور عناد سرایت کر گئی ہیں پھر طرّہ یہ کہ ہمارے سماجی دوست بڑی جرأت سے آریہ سماج کو انجمن رفاہ عام بھی کہدیتے ہیں دوسروں کو گالیاں دینا آریوں کی طبیعت میں داخل ہوگیا ہے اور اس طبیعت نے یہانتک ترقی کی ہے کہ اب نہایت خطرناک تحریروں اور دیوانہ وار تقریروں کو اپنے اندرونی خیالات کے اظہار کیلیئے کافی نہیں سمجھا گیا اسلیئے غیر آریوں کی ہجو میں اشعار اور گیت بنانے شروع کردیئے ہیں جنکو آریہ طالبعلم (لڑکے اور لڑکیاں) بھرے جلسوں میں گا کر سناتے ہیں پھر ان نفرت اور عناد پھیلانے والے بھجنوں کو آریہ بزرگ بڑے اطمینان اور خوشی سے سنتے ہیں۔ جس جلسہ میں یہ گالیاں دینے والی بھجن منڈلیاں موجود نہ ہوں وہ ناکام سمجھا جاتا ہے

اور ہمارے آریہ احباب کے نزدیک اُسکی کارروائی مؤثر اور دلچسپ نہیں ہوتی۔ اور ان بھجنوں کی اس کثرت سے مانگ ہے کہ آریہ کُتب فروشوں کی دوکانیں شانتی سرور۔ آنند سرور۔ بھجن پشپادلی وغیرہ پستکوں سے اَٹی پڑی ہیں اور دوسری کتابوں کی تجارت کو مات کر دیا ہے۔

ویدک میگزین کا نامہ نگار اپنے آریہ بھائیوں پر نہایت افسوس اور رنج کا اظہار کرتا ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کے مقدس بزرگوں کی نسبت زبان طعن کھولنے کی غیر معقول اور فضول عادت میں مبتلا ہیں۔ اور نامہ نگار مذکور اس خوفناک سرطان کا علاج بتلانے کا بھی وعدہ کرتا ہے جو کہ آریہ سماج کو اندر ہی اندر بڑی سرعت سے کھا رہا ہے۔ ہم بھی صاحب موصوف کے ساتھ اس آرزو میں ہم آہنگ ہیں کہ آریہ سماج کے لیئے اب نہایت ہی نازک وقت ہے اور اسکے پریمیوں و خیر خواہوں کو مناسب ہے کہ وہ اس بیماری کی جڑھ کو ڈھونڈھ نکالیں اور جہاں کہیں اس کا سراغ چلے فوراً ایک ہی زبردست ہاتھ سے اُکھاڑ ڈالیں اور اس طرح اپنی سماج کو بیوقت موت سے بچالیں۔ ہماری خیال میں آریہ سماج ایک ایسی خطرناک طاعون میں مبتلا ہے جس سے مخلصی پانے کے لیئے محض بیرونی ادویات ہی کافی نہیں ہوسکتیں۔ بلکہ اگر سماج کے دوست اور بہی خواہ حقیقتاً اس وبا سے نجات پانا چاہیں تو فوراً یکدل ہوکر اس بیماری کی جڑھ کو اُکھاڑ ڈالیں ہم یہ بھی کہیں گے کہ آریہ سماج میں اس لہر کی رفتار ایسی تیز ہے کہ اسکی زبردست رَو کو کوئی بند نہیں روک سکتا اور اگر سماجی گلہ بان چاہتے ہیں کہ انکا ریوڑ بہاؤ سے بچ جائے تو انکو اس ندی کا منبع تلاش کرنا چاہیئے اور پھر ممکن ہو تو اس سرچشمہ کو ریت کے بوروں سے بھر دیں سے سرچشمہ شاید گرفتن بمیل ؛ چو پُر شد نشاید گذشتن بہ پیل۔

یہ سوال بڑا غور طلب ہے کہ اس مرض کی ابتدا کہاں سے ہوئی اور اس لہر کا منبع و مبدا کہاں ہے درحقیقت اس کا جواب یہ ہے کہ تمام خرابیوں کی اصل جڑھ خود سماج کے اندر پائی جاتی ہے لیکن چونکہ لوگ اپنی غلطیوں کو آپ نہیں دیکھ سکتے اسلیئے آریہ لیڈروں کا تاحال اصلیت سے ناواقف ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں اور اگر انکو علم بھی ہوگیا ہے تو

شاید وہ مداخلت کرنے سے ڈرتے ہیں۔ اس تمام بیماری کا سبب آریہ سماج کی ایک مقدس چیز ہے جسکے گندے اعضا کا کاٹ ڈالنا ایک آریہ ڈاکٹر کے نزدیک پاپ کا ارتکاب کرنا ہے۔ پیارے ناظرین آپ پوچھیں گے این۔ وہ کیا؟ اسکا جواب اگرچہ آریوں کو شاق گذرے مگر ہم صاف کہیں گے کہ ان تمام خرابیوں کی جڑھ آریہ سماج کی بائبل یعنی سوامی دیانند جی کی ستیارتھ پرکاش ہے۔ مندرجہ ذیل حوالجات پرتی ندی سبھا پنجاب کی مستند ستیارتھ پرکاش ترجمہ پنڈت رمیل داس سے لیئے گئے ہیں۔ ناظرین غور سے دیکھیں کہ سرسوتی جی مہاراج بائبل کے خدا کو کن الفاظ سے یاد کر رہے ہیں۔

(۱) صاحبان دیکھیے۔ جن کا خدا بچھڑے کا گوشت کھائے تو اس کی پرستش کرنیوالے گائے بچھڑے وغیرہ جانوروں کو کیونکر چھوڑ سکتے ہیں۔ صفحہ ۵۳۱

(۲) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنگلی آدمیوں کا ایک گروہ ہوگا اور جو انکا سردار تھا اس کا نام بائبل نے خدا رکھا ہے صفحہ ۵۳۱

(۳) عیسائیوں کے خدا کا تماشہ صفحہ ۵۳۲

(۴) عیسائیوں کا خدا گوشت خور ہے اُسے رحم سے کیا کام صفحہ ۵۳۸

(۵) دھن ہے موسیٰ پیغمبر اور دھن ہے تمہارا خدا صفحہ ۵۴۳

(۶) عیسائیوں کا خدا ایک پہاڑی آدمی تھا پہاڑ پر رہتا ہوگا اور انہی جنگلیوں کے سامنے خدا بھی بن بیٹھا ہوگا صفحہ ۵۴۰

(۷) قصاب .... وحشی آدمی کی مانند بہروپیا خدا صفحہ ۵۴۰

(۸) البتہ وہ ایک گوشت خور شریر آدمی کی مانند ہے صفحہ ۵۷۰

(۹) ان سب باتوں کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وحشیوں کے درمیان کوئی چالاک آدمی ہوگا جو کہ پہاڑ پر جا بیٹھا اور اپنے آپ کو خدا مشہور کر دیا جو وحشی جاہل تھے انہوں نے اُسکو خدا مان لیا صفحہ ۵۴۱

(۱۰) وہی شیطان کا شیطان عیسائیوں کا خدا ٹھہرا صفحہ ۵۶۰

(۱۱) اب یہ تو کہیئے کہ تمہارے خدا کا مُنہ کیسا ہے؟ یوروپین کا سا گورا یا افریقہ والوں کا سا سیاہ

صفحہ ۵

(۱۲) لٹیروں کا سردار صفحہ ۵۶۷

(۱۳) کیا (انکا خدا) رات کو سوتا بھی ہے؟ اگر سوتا ہے تو رات کے وقت بندگی کرتے ہونگے اور اُسکی بینائی بھی دُور ہو جاتی ہوگی۔ اگر رات دن جاگتا رہتا ہوگا تو بہت پژمُردہ اور بیمار رہتا ہوگا۔ صفحہ ۵۶۴

اب اور ملاحظہ فرمائیں کہ بال برہمچاری سوامی جی حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت کیا تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ عیسیٰ نے مچھلی کی مانند آدمیوں کو پھنسانے کیلئے ایک مذہب کا جال پھیلایا تاکہ اُنکو پھنسا کر اپنا مطلب پورا کیا جاوے۔ جب خود عیسیٰ ہی ایسا تھا تو آج کل کے پادری لوگ اپنے جال میں پھنسا دیں تو کیا تعجب ہے؟ صفحہ ۵۴۶ سوال ۶۲

(۲) یہ ناممکن باتیں یسوع کی جہالت پر دلالت کرتی ہیں اگر اُسے کچھ تمیز ہوتی تو ایسی لچر پوچ باتیں کیوں کرتا صفحہ ۵۵۱ - ۴۷

(۳) یسوع آپ خود علم سے خارج بچّوں کی سی عقل والا صفحہ ۵۵۲ - ۵ ۷

(۴) یسوع خدا کی بادشاہت صرف ایک مقام پر مانتا تھا ہر جگہ نہیں صفحہ ۵۵۲ - ۷۶

(۵) عیسیٰ غصہ ور تھا اُسکی جنگلی آدمیوں کی سی خصلت تھی صفحہ ۵۵۳ - ۸ ۷

(۶) واہ عیسیٰ صاحب صفحہ ۵۵۳ - ۶ ۷

(۷) جاہل وحشی صفحہ ۵۵۵ - ۸۳

(۸) مگر یہ تمیز وہ (مسیح) بغیر علم کے کہاں سے لاتا صفحہ ۵۵۶ - ۸۵

(۹) بڑی کاریگری ظاہر کی۔ کاٹنا کوٹنا پھوڑنا پھاڑنا بڑھئی کا ہی کام ہوتا ہے صفحہ ۵۳۹ - ۸۹

(۱۰) جو اپنے منہ راہ حق اور زندگی بنتا ہے وہ ہر طرح سے دمبھی (گستاخ) ہے صفحہ ۵۶۰ - ۹۴

اور دیکھیئے کہ شری ۱۰۸ مہرشی صاحب کس طرح تہذیب سے گری ہوئی باتیں کرتے ہیں۔

(۱) غور کیجئے کہ سرہ ملاقات ہوتے ہی کیسے حاملہ ہو گئی اسمیں کچھ راز ہے کیا سوا خدا اور سرہ کے تیسرا کوئی حمل ٹھہرانے کا ذریعہ موجود ہے؟ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ سرہ (انکے) خدا کی عنایت سے حاملہ ہوئی صفحہ ۵۳۲ - ۲۴

(۲) واہ عیسائیوں کے خدا تُو تو عجیب ڈاکٹر ہے عورتوں کے رحم کھولنے کو کونسے اوزار اور دوائیاں رکھتا تھا کہ جن سے کھولا صفحہ ۵۳۵ - ۳۲

(۳) جب عیسائیوں کا خدا اکھاڑہ کا پہلوان ہے تب ہی تو سرہ اور راخل پر بیٹا ہونیکی رحمت کی صفحہ ۵۲۶ - ۳۵

(۴) خوب عیسیٰ نے بہشت میں عمدہ دُلہن پائی چین اُڑاتا ہوگا صفحہ ۵۷۰ - ۱۲۶

(۵) خدا بھی عورتوں میں غلطان ہے صفحہ ۵۷۶ - ۹

ناظرین اور بھی ملاحظہ کریں کہ پنڈت جی مہاراج عیسائیت کے متعلق کیسے نامناسب اور سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

(۱) حضرت یعقوبؑ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے "دیکھئے جنگلیوں کے کام" صفحہ ۵۳۵ سوال ۳۱

(۲) ایسی ایسی بُری باتیں بائبل میں بھری پڑی ہیں صفحہ ۵۳۹ - ۴۵

(۳) عیسائیوں کی نسبت کہا گیا ہے "جاہل - جنگلی آدمی" صفحہ ۵۴۵ - ۶۰

(۴) حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت "جنگلی اور کنگال" صفحہ ۵۴۸ - ۶۵

(۵) سچ تو یہ ہے کہ عیسائیوں کی اس کتاب (مکاشفات یوحنا) کو جنہوں بنایا وہ شیطان ہوں تو ہوں صفحہ ۵۶۰ - ۹۳

(۶) پس معلوم ہوا کہ یوحنا وغیرہ سب جنگلی آدمی تھے صفحہ ۵۶۳ - ۱۰۳

اگرچہ مذکورہ بالا حوالجات سے ہمارے ناظرین پر بخوبی واضح ہوگیا ہوگا کہ آریہ سماج کے بانی نے غیر مذاہب پر نکتہ چینی کرتے وقت کس تہذیب سے کام لیا ہے تاہم اس امر کے اظہار کیلئے کہ اُس نے اسلام کو کسطرح مروڑ تروڑ کر پیش کیا ہے ہم چند ایک اور حوالے دیئے دیتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ اُس نے عیسائیت کی نسبت لکھا ہے اسلام کی نسبت اُس سے بھی بڑھکر ناشایستگی سے کام لیا ہے۔

دیکھیے کہ دیانند صاحب اسلام کے خدا کو کن الفاظ سے یاد کرتے ہیں (نقل کفر کفر نباشد)

(۱) گستاخ (دبھٹ) صفحہ ۵۷۷ - ۵

(۲) بے منصف اور لاعلم صفحہ ۵۸۱ - ۱۶

(۳) 'محدود العقل' دنیاداروں کی مانند صفحہ ۵۸۱-۱۷

(۴) کیا خدا دوسرا خدا بھی بنا سکتا ہے۔ اپنے آپ مر سکتا ہے۔ جاہل بیمار اور لاعلم بھی بن سکتا ہے صفحہ ۵۸۷-۲۷

(۵) بڑا شیطان صفحہ ۵۹۳-۵۷

(۷) شیطان کا کام کرتا ہے صفحہ ۵۹۵-۶۵

(۸) شیطان کا بھی شیطان صفحہ ۵۹۷-۶۹

(۹) کیا خدا پکارے بغیر نہیں سن سکتا۔ بہرہ ہے صفحہ ۵۹۹-۷۸

(۱۰) خدا کیا ہوا ایک تماشہ گر ہے صفحہ ۶۰۱-۸۲

(۱۱) 'چوپٹ راجہ' کی مانند صفحہ ۶۰۱-۸۳

(۱۲) خدا بے رحم اور غیر منصف ہوکر دین خدائی میں بٹہ لگا بیٹھا ہے اور عقلمند رشیوں کے نزدیک قابل نفرت ہوگیا ہے صفحہ ۶۰۲-۸۶

(۱۳) طرفدار۔ غیر منصف اور جاہل مطلق ہے صفحہ ۶۰۴-۹۴

(۱۴) خدا کی نادانی صفحہ ۶۰۹-۱۰۶

(۱۵) گنہگار۔ ظالم اور بے رحم صفحہ ۶۱۷-۱۲۵

(۱۶) سنئیے (خدا کی) اوٹ پٹانگ باتیں صفحہ ۶۲۰-۱۳۱

(۱۷) دروغگو۔ جھوٹ سے بری نہیں ہوسکتا صفحہ ۶۲۷-۱۴۱

(۱۸) خدا کیا ہوا محمدؐ صاحب کے گھر کا اندرونی اور بیرونی ملازم ٹھہرا صفحہ ۶۲۸-۱۴۳

معزز ناظرین! یہ ممکن نہیں کہ ایک بازاری آدمی بھی ایسی خوش کلامی سے کام لے جیسی کہ دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں استعمال کی ہے۔ ہمارا ارادہ تھا کہ اس آریہ مصلح کی تعلیم کا کچھ اور نمونہ دکھلاتے لیکن ہم ایسا کرنے سے مجبور ہیں کیونکہ خدائے تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو جو بے ادبی کے الفاظ اس نے استعمال کیے ہیں ان کا دیکھنا ایک مسلمان کی برداشت سے باہر ہے۔ جن باتوں میں سے ہم نے مذکورہ بالا حوالجات دیئے انکو دیکھکر ایک منصف آدمی کے دل پر جو اثر ہوسکتا ہے وہ اسکے سوا نہیں ہے کہ اس کتاب

اور اسکے مصنف کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھیگا۔ مگر آریہ سماج کا یہ حال ہے کہ اس نے اپنے ہر ایک کالج اور سکول میں یہ کتاب بطور کورس کے مقرر کر رکھی ہے اور آریہ طلبا کو شروع سے ہی اسلام اور مسلمانوں سے نفرت کرنے اور انکو جنگلی آدمی سمجھنے کا سبق ملتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ سماج کے لونڈے اُٹھ اُٹھ کر دوسرے مذاہب کے بزرگوں کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کے کلمات بولتے ہیں۔ آریہ سماج کے اپدیشک اور اہل قلم اس امر کی کوشش میں مصروف ہیں کہ جو کچھ انکے گرو نے دیگر مذاہب کے بارے میں لکھا ہے اُسے جسطرح بن پڑے صحیح ثابت کرنا چاہیئے اور اسطرح گرو کے قدم بقدم چلکر وہ گالیوں پر گالیاں ایزاد کر رہے ہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

بہ نیم بیضہ چو سلطان ستم روا دارد ٭ زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ

یعنی جب لیڈر بیجا طور پر ایک انڈا لیتا ہے تو اسکے پیرو ہزاروں مرغوں کے کباب بناتے ہیں۔ پس یہی سبب ہے کہ اب آریہ سماج کا تمام لٹریچر خدا کے برگزیدہ لوگوں کی توہین و ہجو سے مملو ہے جسکی شہادت ویدک میگزین کا نامہ نگار بھی دے رہا ہے جسکا ذکر ہم نے اس مضمون کے شروع ہی میں کیا ہے۔ اس میں ذرا بھی کلام نہیں کہ یہ زہریلا پودا خود سوامی دیانند کا لگایا ہوا ہے اور اب تو اسکی شاخیں اسقدر پھیل گئی ہیں کہ آریہ سماج کی زمین کانٹوں سے لدی پڑی ہے جو شخص ستیارتھ پرکاش کے آخری دو باب پڑھیگا وہ ضرور ہمارے اس بیان کی تصدیق کریگا۔ دیانند نے قرآن مجید اور بائبل کی آیات پر جو اعتراضات کئے ہیں وہ نہ صرف دشنام دہی سے پُر ہیں بلکہ اُنسے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ پنڈت صاحب نکتہ چینی میں عمیق نظر سے کام نہیں لے سکتے تھے اور انکے اعتراضات کو دیکھکر پڑھنے والے کے دل میں پنڈت صاحب کی عقل اور فہم کے متعلق بہت شک پیدا ہو جاتا ہے۔ انکی کتاب کا سب سے تعجب انگیز وہ حصہ ہے جہاں انہوں نے مکاشفات کی کتاب پر نکتہ چینی کی ہے۔ وہ یوحنا کی رؤیا کو ظاہری الفاظ میں لیکر اُسپر اپنے اعتراضات کی عمارت اُٹھاتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر ہم صرف دو ایک مثالیں اُن اعتراضات کی پیش کرتے ہیں جو سوامی جی نے مکاشفات کی کتاب پر کیئے ہیں اس سے ناظرین رائے لگا سکتے ہیں کہ پنڈت صاحب نکتہ چینی کرنے میں کہانتک دسترس رکھتے ہیں اور انکا طرز تحریر

کس رنگ کا ہے۔

(۱) ستیارتھ صفحہ ۵۶۷ سوال ۱۱۸ میں جناب دیانند صاحب مکاشفات ۱۴۔۱ کی یہ عبارت نقل کرتے ہیں "پھر جو میں نے نگاہ کی دیکھو کہ برہ صیہون پہاڑ پر کھڑا تھا اور اُسکے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار تھے جنکے ماتھوں پر اُنکے باپ کا نام لکھا تھا" اب اس عبارت پر فلاسفر پنڈت کا اعتراض ملاحظہ ہو فرماتے ہیں "عیسائیوں کو چاہیئے کہ صیہون پہاڑ پر جاکر دیکھیں کہ عیسیٰ کا باپ اور اسکی فوج وہاں ہے یا نہیں؟ اگر ہو تو یہ تحریر درست ہے ورنہ غلط۔ اگر وہ کسی جگہ سے وہاں آیا تو بتلایئے کہاں سے آیا؟ اگر کہو بہشت سے تو بتلاؤ کہ وہ پرند ہے کہ اتنی بڑی فوج کے ساتھ آپ خود اوپر سے نیچے اُڑکر آیا جایا کرتا ہے" صفحہ ۵۶۸-۱۱۸

(۲) پھر مکاشفات ۱۹-۷ کی یہ عبارت درج کرتا ہے "کیونکہ برے کا بیاہ آپہنچا اور اُسکی دُلہن نے آپ کو سنوارا ہے"۔ اب اسپر پنڈت صاحب فرماتے ہیں "پوچھنا چاہیئے کہ اُسکا سُسر۔ ساس۔ سالا وغیرہ کون تھے؟ اور اُسکے ہاں کتنے بال بچے ہوئے؟ اور منی کے زائل ہوجانے سے طاقت عقل۔ قوت وغیرہ بھی کم ہوگئی ہوگی اور ابتک عیسیٰ مر بھی گیا ہوگا"

ہم ذیل میں اُسکے اور بھی چند اعتراضات جو قرآن کریم کی آیات پر کیئے گئے ہیں بطور نمونہ کے نقل کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو یہ معلوم ہوجائے کہ دیانند کی نکتہ چینی کی بنا کسی باریک بینی پر نہیں بلکہ سراسر کوتہ نظری اور ہنسی ٹھٹھے سے پُر ہے۔

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پر جو قرآن کی ہر سورۃ کے ابتدا میں درج ہوتی ہے نکتہ چینی کرتے وقت سوامی جی لکھتے ہیں "یہ الفاظ مبہم ہیں کیا چوری۔ زناکاری دروغگوئی اور ادہرم کا آغاز بھی خدا کے نام پر کیا جائے"

(۲) وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ (البقرہ ۲۴) یعنی لڑو انسے اللہ کی راہ میں جو تم سے لڑتے ہیں اس آیت مجید پر دیانند جی اعتراض کرتے ہیں "کیا چوری کا عوض چوری ہی ہے؟ جتنا نقصان ہمارا چور وغیرہ چوری سے کریں کیا ہم بھی

اُنکا نقصان چوری ہی کریں؟ پنڈت صاحب کی نظر میں اپنی حفاظت کے لیئے لڑنا بھی بمنزلہ چوری کا عوض چوری کے ہے۔ اور آریہ سماج کے بانی کی رائے میں ظالم کو اسکے ظلم پر سزا دینا بھی خود ایک ظلم ہے لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ پنڈت صاحب نے خود لڑائی پر ایک مفصل بیان لکھا ہے جس میں سے ہم آئندہ چلکر حوالے بھی دینگے معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی جو پہلے لکھتے ہیں وہ پیچھے بھول جاتے ہیں۔ دیانند صاحب حفاظت ذاتی کیلیئے جنگ کرنے کو چوری کے عوض چوری سے تشبیہ دیتے ہیں خود جہاد کی تعلیم دیتے ہیں۔ سوامی جی ایک جگہ صفحہ ۵۹۲ سوال ۸۴ میں لکھتے ہیں کہ "جو جنگ کا حکم دیتا ہے وہ امن میں خلل انداز ہوتا ہے" پھر آپ ہی دوسری جگہ باب ۶ ستیارتھ میں نہایت خطرناک طرز کے جنگوں کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور لُطف یہ ہے کہ قرآن کریم نے تو اُنسے لڑنیکا حکم دیا ہے جو مسلمانوں سے لڑنے میں پیشدستی کریں لیکن پنڈت صاحب نے ایسے وقت اعلان جنگ کیا ہے جبکہ ملک میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پی رہے ہیں اور بھارت نواسے ایسی امن وامان کی زندگی بسر کر رہے ہیں جو اُنکے آباؤ اجداد کو پہلے کبھی نصیب نہیں ہوئی ہوگی۔

(۳) ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃً یضٰعفھا و یوت من لدنہ اجرًا عظیما (نساء-۶) یعنی ایک ذرہ کے برابر بھی اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا اگر ہووے نیکی تو بڑھادیگا اُسکو اور اپنے پاس سے اجرعظیم عطا کریگا۔ اس آیت کریمہ پر دیانند کا یہ اعتراض ہے اگر ذرہ بھر بے انصافی خدا نہیں کرتا تو نیکی کا ثواب دوگنا کیوں دیتا ہے" سوامی جی ایک جگہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ گناہوں کا معاف کرنا بھی ظلم ہے۔ خوب۔ سوامی کا پیش کردہ پرمیشور کوئی گناہ نہیں معاف کرسکتا خواہ کوئی کتنا ہی ہائے پکار کرے اور نہ ہی کسی شخص کو اُس سے زیادہ دے سکتا ہے جسکا وہ دراصل مستحق ہو کیونکہ اسکی خلاف ورزی سے بقول دیانند پرمیشور ظالم ٹھہرتا ہے۔ سوامی نے خدائے تعالیٰ میں اگر کوئی وصف مانا ہے تو صرف کورا انصاف ہے اور اسکے سوا جتنی اوصاف حمیدہ ہیں گویا اُن سب سے پرمیشور عاری ہے کیونکہ پھر

دیانندی عقائد کے بموجب انصاف نہیں ہو سکتا۔ دیانند کا ایشور رحم کا نام نہیں جانتا کیونکہ ایسا کرنیسے وہ منصف نہیں رہتا اسلام کے پیش کردہ خدا میں جو بڑا عیب آریہ سماج کے بانی نے ظاہر کیا ہے وہ یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کو غفور رحیم بیان کیا گیا ہے۔ پنڈت صاحب اگرچہ انصاف پر بہت زور دیتے ہیں مگر آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ انصاف

(۴) وَيَجْعَلُونَ لِلّٰهِ الْبَنَاتِ سُبْحٰنَهٗ (نحل - ۷) یعنی مقرر کرتے ہیں (کافر لوگ) اللہ کیلئے بیٹیاں۔ اسپر نکتہ چینی کی غرض سے سوامی صاحب لکھتے ہیں "اللہ بیٹیوں سے کیا کریگا؟ بیٹیاں تو کسی آدمی کو چاہیئے؟ بیٹے کیوں نہیں مقرر کیئے جاتے اور بیٹیاں مقرر کیجاتی ہیں اس کا کیا باعث ہے بتلائیے" ناظرین! کیا ایسی عبارت کسی عقلمند کی قلم سے نکل سکتی ہے؟ کیا اس اعتراض کو اصل آیت سے بھی کوئی تعلق ہے؟ ہم نہیں سمجھتے کہ سوامی جی نے یہ سوالات مسلمانوں سے کیوں کیئے ہیں؟ قرآن کریم کی عبارت سے تو صاف ظاہر ہے کہ مشرک لوگ اللہ کے لیئے بیٹیاں مقرر کرتے ہیں۔ پھر مسلمانوں پر جو سوالات سوامی صاحب کرتے ہیں انکو پڑھکر یہ شک پیدا ہوتا ہے کہ بقائمی ہوش و حواس یہ الفاظ تحریر نہیں کیئے گئے بیٹیاں تو مشرک مقرر کرتے تھے یہ سوالات مشرکین سے پوچھنے چاہیئے تھے مگر سوامی صاحب مسلمانوں سے یہ سوالات کرکے ناظرین کو حیرت میں ڈالتے ہیں۔

یہ اقتباسات دیانند کے اُن اعتراضوں میں سے ہیں جو اُس نے قرآن کریم پر کیئے ہیں اور ان سے بخوبی اُسکے عام طرز اعتراضات پر روشنی پڑتی ہے اور یہ بتلانے کے لیئے کہ اسلام کو وہ کس نظر سے دیکھتا تھا صرف ذیل کا ہی ایک فقرہ کافی ہے۔ آپ فرماتے ہیں "بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایسی کتاب ایسا خدا۔ ایسا پیغمبر جہان میں ایسے جنگ و جدل کرانے اور امن عامہ میں رخنہ انداز بنکر لوگوں کو تکلیف دینے کیلئے کہاں سے آگئے؟ اگر ایسے مذہب دنیا میں جاری نہ ہوتے تو ساری دنیا شادان و فرحاں رہتی" صفحہ ۷۰۰ سوال ۱۶۷۔ جب بانی سماج کی اسلام اور مسلمانوں کی نسبت یہ رائے ہو تو آریہ سماجیوں کا مسلمانوں کو نفرت کی نظر سے دیکھنا

کوئی تعجب کا مقام نہیں۔ پنڈت دیانند حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقدس صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو خطاب دیتا ہے اُن سے اس شخص کے اندرونہ کا بخوبی پتہ لگتا ہے اور وہ ذیل میں دیئے جاتے ہیں "جاہل" صفحہ ۶۰۴-۹۲ 'محدود العقل' صفحہ ۶۰۵-۹۶ 'بے عقل جھوکرے' صفحہ ۶۰۷-۱۰۱ 'وحشی لوگ' صفحہ ۶۰۹-۱۰۵ 'شہوت پرست' صفحہ ۶۱۸-۱۲۷ وغیرہ پنڈت صاحب قرآن کریم کے ماننے والوں کا نام 'عقل کے اندھے' رکھتے ہیں صفحہ ۶۱۸-۱۲۷ اور مسلمانوں کو صفحہ ۶۳۰-۱۴۶ میں 'وحشی' کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ پھر صفحہ ۶۳۲-۱۵۰ میں قرآن مجید کی نسبت کہتا ہے کہ یہ ارتکاب خلاف وضع فطرت کی تعلیم دیتا ہے اس کا جواب ہم سوائے اسکے اور کیا دیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اور ملاحظہ ہو کہ آریوں کا بڑا مصلح محقق سوامی اہل اسلام کو کن لوگوں سے تشبیہ دیتا ہے اور کس نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے صفحہ ۳۴۴ سوال ۵ میں کھانے کی چھوت کی حمایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں "مسلمان چنڈال لوگ سب کے ہاتھ کا کھاتے ہیں پھر اُنکی ترقی کیوں نہیں ہوتی"۔ یہاں پہ پنڈت دیانند جی مسلمانوں کو کمال عنایت سے 'چنڈال' لوگوں کے ساتھ شامل کرتے ہیں۔

پنڈت صاحب ہندوؤں کے مصلح ہوں تو ہوں لیکن ہندوؤں کے پڑوسی یعنی مسلمان اور عیسائی اُنکے کسی طرح مشکور نہیں ہو سکتے کیونکہ اُنہوں نے بجائے اسکے کہ ہندو مسلمانوں کے تعلقات کو اچھا کرتے گالیوں اور نفرت کا بیج بو کر فریقین میں ایک اور حد فاصل قائم کردی ہے۔ سناتن دھرمی ہندو اس نئے مصلح کی جماعت سے کہیں بڑھ چڑھکر امن پسند ہیں۔ دیانند نے اسلام کو نہایت بُرے طور سے مروڑ تروڑ کر پیش کیا ہے جسکا ایک یہ نتیجہ ہے کہ آج آریوں کا بچہ اور بوڑھا ہر ایک مسلمانوں کو نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اُنکے بزرگوں کی تحقیر کرتا ہے۔ سماجیوں نے اعتراض اور نکتہ چینی کا بعینہ وہی طرز اختیار کیا ہے جسکا اُنکے پیشوا نے نمونہ دکھایا تھا اور اس میں وہ معذور بھی ہیں کیونکہ شاگرد آخر اُستاد کا ظل ہوتا ہے۔ گرو جی کے

نقش قدم پر چلنے کا اب یہ نتیجہ ہوا ہے کہ آریہ سماج کا تمام لٹریچر اسلام اور دوسرے مذاہب کی بیہودہ نکتہ چینی سے پر ہے۔ اور اسکا ذمہ وار خود پنڈت دیانند اور اسکی ستیارتھ پرکاش ہے کیونکہ محض اسی کتاب کے نمونہ نے دیانندی احباب کا مذاق خراب اور طرز گندہ کر دیا ہے۔ اگر ویدک میگزین کے مضمون نگار صاحب کو یہ شکایات ہیں کہ آریہ قوم لوگوں کی عیب شماری میں حد سے بڑھ گئی ہے اور ان میں وہی مقرر کامیاب سمجھا جاتا ہے جو دوسرے مذاہب کے مقدس اصولوں پر مضحکہ اڑانے میں کمال رکھتا ہو۔ اور انکے بہترین مصنف عوام کے ادنی جذبات کو سیر کرنیکی خاطر تہذیب سے گر جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ تو ان سب خرابیوں کا ذمہ وار سوائے مصنف ستیارتھ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور نہیں تو یہ بھی یقین ہے کہ اگر سوامی جی اب زندہ ہوتے تو ان حالات کو بری نظر سے دیکھنے کی بجائے اپنے وفادار چیلوں کا ضرور اور حوصلہ بڑھاتے اس کے ثبوت کیلیے دیانند جی کے وہ خطوط کافی ہیں جو گروکل میگزین میں شائع ہوئے ہیں اور جنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی کے چیلوں نے انکی عین حیات میں ہی اپنے گرو کے نمونہ پر چلنا شروع کر دیا تھا۔ اور پنڈت صاحب نے بھی ایسے لوگوں کی خوب حوصلہ افزائی فرمائی تھی چنانچہ سوامی جی کی زندگی یعنی ۱۸۸۰ء میں جسکے تین سال بعد آپکا دیہانت ہوا منشی اندرامن نام ایک آریہ نے جو مراد آباد کی آریہ سماج کا پریذیڈنٹ تھا چند ایک ایسی کتابیں شائع کیں جنمیں اسلام پر نہایت ہی فحش حملے کیے گئے تھے۔ جب یہ معاملہ سرکار کے نوٹس میں آیا تو جیسا کہ دیانند جی نے اپنے خطوط میں لکھا ہے "افسران ضلع کے ذریعہ سے تحقیقات ہوئی اور منشی اندرامن پر پانسو روپیہ جرمانہ اور اسکی تمام کتب کی ضبطی کا حکم ہوگیا" سرکار کا فیصلہ پنڈت جی کو غیر منصفانہ معلوم ہوا اور آپنے منشی صاحب کی امداد کا جو انتظام فرمایا وہ ذیل کی عبارت سے واضح ہوسکتا ہے آپ مسٹر مولراج ایم۔ اے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کو ایک خط میں لکھتے ہیں "اندرمن کے لیئے تین سو روپیہ یہاں چندہ ہو چکا ہے۔ اس مقدمہ کے متعلق جو کاغذات ہیں وہ ہم نے سب کے سب آپکے پاس بھیجدیے ہیں مہربانی کرکے پورے غور و خوض کے بعد اپیل کے وجوہات تیار کریں کیونکہ ہمارا ارادہ اسکو

بڑے بڑے لوگوں کے پاس بھیجنے کا ہے۔ اس مقدمہ اپیل کے اخراجات کے لیئے ۱۵۰۰ روپیہ پنجاب سے اور ۱۵۰۰ دوسرے صوبجات سے چندہ ہونا چاہیئے بہتر ہو کہ آپ پنجاب سے ۱۵۰۰ روپیہ جمع کرنے کا انتظام کریں" اس طرح مہرشی دیانند کی تعلیم نے اُن کی عین حیات میں ہی بار در ہونا شروع کردیا تھا اور اُنکی موت کے زمانہ سے ابتک برابر آریہ سماجی اپنے گرو کے قدم بقدم چل رہے ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ عالیہ بھی اکثر اس بات پر مجبور ہوئی ہے کہ سماجی اُپدیشکوں کو غیر مذاہب پر بیہودہ اور غیر مہذب حملے کرنیسے روکے اور بعض اوقات سماجی لیکچراروں کو افسران ضلع نے اپنے علاقہ میں لیکچر دینے کی ممانعت بھی کی ہے بلکہ بعض جگہ تو سرکار نے آریوں سے حفظ امن کے مچلکات لیئے ہیں لیکن سرکار کی یہ تمام کوششیں بے فائدہ ثابت ہوئی ہیں اور جس طرح دیانند نے اندر من کے مقدمہ میں سرکار کو غیر منصف سمجھا تھا اسی طرح آریہ سماج نے گرو کی مثال پر عمل کرکے ہمیشہ حکام کے اس فعل پر نکتہ چینی کی ہے اور ایسے اُپدیشکوں کو جو اکثر قانون کی زد میں آچکے ہیں برابر اپنے عہدوں پر بحال رکھا ہے اور اُنکے جرم کا کبھی اعتراف نہیں کیا۔ اگر اب بھی آریہ سماج ویدک میگزین کے مضمون نگار کی شریفانہ نصیحت پر عمل کریں تو ہم اسکو اپنی خوش قسمتی سمجھیں گے لیکن دیانندی مہاشوں کی طرف سے ہمیں سوائے مایوسی کے اور کچھ امید نہیں کیونکہ مذکورہ بالا آریہ بھائی کی قابل قدر نصیحت سے فائدہ اُٹھانیکی بجائے بعض لوگوں نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ گو آریہ سماجی کسی کی نصیحت سے فائدہ اُٹھائیں یا نہ اُٹھائیں لیکن ہم بڑے وثوق اور یقین سے کہے دیتے ہیں کہ جبتک دیانند کی ستیارتھ پرکاش کا وجود ہے اُسوقت تک آریہ سماج سے ان برائیوں کا دُور ہونا ہرگز ممکن نہیں۔ اور اگر کوئی سماج کا بھی خواہ دلسے یہ چاہتا ہے کہ غیر آریہ مذاہب کو گالیاں دینے کی قبیح اور مذموم عادت کا خاتمہ ہوجائے تو ستیارتھ پرکاش کی ترمیم کرکے اس میں سے ایسے حصے خارج کردینے چاہیئے جنکے پڑھنے سے آریہ پُرشوں کے دلوں پر زہریلا اثر ہوتا ہے۔ اور جبتک ستیارتھ کی اصلاح نہ ہوگی اُسوقت تک یہ ممکن ہی نہیں کہ اس خاردار درخت کی بیخ کنی ہوسکے جو آریہ سماج کی زمین میں ہر طرف پھیل گیا ہے اور جسکے تیز کانٹے

اب خود آریوں کے اپنے پاؤں میں چبھنے شروع ہو گئے ہیں۔

پھر ایسی کتاب کو طلبا کے ہاتھ میں دینا خصوصاً زیادہ خطرناک ہے۔ اس سے انکے دلوں میں نہ صرف اسلام اور دوسرے مذاہب کی نسبت تعصب پیدا ہوگا بلکہ انکے دلوں کی زرخیز زمین میں ایک اور گندہ بیج بویا جائیگا۔ ستیارتھ کی بدترین تعلیم مسلمانوں اور دوسرے لوگوں سے نفرت دلانا ہی نہیں بلکہ ہمارے خیال میں اس کتاب کا سب سے خطرناک حصہ وہ ہے جسمیں عیسائیت پر بحث کی گئی ہے۔ عیسائیت کے متعلق جو سمولاس ہے اُس میں بعض ایسے فقرات ہیں جنکو طالبعلموں کی نظر سے پوشیدہ رکھنا چاہیئے کیونکہ اپنی مقدس کتاب میں یہ عبارتیں پڑھکر وہ سرکار کی وفادار اور جان نثار رعایا نہیں رہ سکتے۔ دیانند نے بعض عبارتیں ایسی لکھی ہیں کہ ظاہراً تو عیسائیت پر اعتراض ہے۔ مگر دراصل انسے عیسائیوں یا عیسائی مشنریوں کا کوئی تعلق نہیں بلکہ گورنمنٹ عالیہ پر چوٹ ہے۔ ہم اپنے آریہ دوستوں ہی سے پوچھتے ہیں کہ دیانند جی کی لکھی ہوئی عبارتہائے ذیل کو پڑھکر آریہ طالبعلموں کے دلوں پر کیا اثر ہوگا؟

(۱) صفحہ ۵۵۳ سوال ۷۷ میں سوامی دیانند سرسوتی جی تحریر فرماتے ہیں "اسی وجہ سے تو عیسائیوں کی بہت طرفداری کرتے ہیں۔ اگر کوئی گورا کسی کالے کو مار ڈالے تو بھی طرفداری کر کے عموماً مجرم کو بے قصور ٹھہرا بری کر دیا جاتا ہے۔ ایسا ہی یسوع کے بہشت میں بھی انصاف ہوگا"

جلی قلم سے لکھے ہوئے الفاظ صریحاً سرکار عالیہ کی نسبت معلوم ہو رہے ہیں اور انکے مطالعہ سے ایک نوعمر آریہ پر جو اثر ہوگا وہ یہ ہے کہ حکومت ظالم ہے۔ چونکہ آریہ سماج کا بانی ستیارتھ کا مصنف گورنمنٹ اور عیسائیوں کو ایک ہی سمجھتا ہے اسلیئے ستیارتھ کے معتقدین کے دلوں میں جو نفرت عیسائیوں سے پیدا ہوگی وہی گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے ہوگی۔

(۲) صفحہ ۵۳۹ سوال ۴۲ میں ایک نوجوان ہندو کی نظر اپنے پیارے گرو اور مذہبی پیشوا کے لکھے ہوئے الفاظ پر پڑیگی جنہیں ذیل میں لکھا جاتا ہے اور جن سے اس ہندو مصلح

یعنی دیانند کے خیالات پر مزید روشنی پڑتی ہے وہ ہو ہذا "واہ! اب ہی تو عیسائی لوگ غیر ملک والوں کے مال پر ایسے جھکتے ہیں کہ جس طرح پیاسا پانی پر۔ بھوکا اناج پر" یہاں پر پھر کھلم کھلا موجودہ فرمانرواؤں کی طرف اشارہ ہے اگر کوئی کہے کہ عیسائی مشنریوں سے مراد ہوگی تو ہم یہ پوچھتے ہیں کہ عیسائی مشنری غیر ممالک میں بلاشبہ جاتے تو ہیں لیکن انکی نسبت یہ کون کہہ سکتا ہے کہ "وہ غیر ملک والوں کے مال پر ایسا جھکتے ہیں جس طرح پیاسا پانی پر اور بھوکا اناج پر"۔ اس میں قطعاً کلام ہی نہیں کہ مذکورہ بالا الفاظ میں اہل برطانیہ ہی کو 'غیر ملک والوں' یعنی آریہ ورت کے سپوتوں کے 'مال پر' پیاسے اور بھوکے کی طرح جھکنے والے ظاہر کیا گیا ہے۔ یہی الفاظ ہیں جو آجکل کے 'محبان وطن' کی زبان سے بڑی شدّومد کے ساتھ نکل رہے ہیں اور یہی بڑی شکایت ہے جو پولیٹیکل اخبار میں آئے دن شائع ہوتی رہتی ہے کہ گورنمنٹ ہندوستان سے برابر روپیہ کھینچ رہی ہے اور اہل ہند کو انکے مال و دولت سے محروم کر رہی ہے۔ کیسے افسوس کا مقام ہے کہ آریوں کی بائبل نوعمر طلبا میں سرکار انگریزی کی پُر انصاف و بابرکت حکومت کے متعلق ایسے خطرناک خیالات پھیلا رہی ہے۔ ایک خاص قوم سے جنکو وہ مصلحتاً عیسائی لکھکر پکارتا ہے سوامی دیانند کو اسقدر نفرت تھی کہ وہ خواہ نخواہ اسجگہ بھی انکا ذکر لے بیٹھتا ہے جہاں کوئی موقعہ ہی نہیں ہوتا مثلاً سوال ۵۴ صفحہ ۲۹۵ پر آپ لکھتے ہیں "جب عیسائیوں کا خدا بھی بیلوں کی قربانی لیتا ہے تو اسکے عابد بیل گائے کی قربانی کے تبرک سے پیٹ کیوں نہ بھریں؟ اور دنیا کو نقصان کیوں نہ پہنچائیں"۔ دنیا کو نقصان پہنچانے کی تفسیر دیانند نے خود دوسری جگہ کر دی ہے اور وہ یہی ہے کہ 'غیر ملک والوں کے مال پر اسطرح جھکتے ہیں جس طرح پیاسا پانی پر اور بھوکا اناج پر'۔ اور صاف ظاہر ہے کہ ہر دو مقام پر ایک ہی قوم کے لوگوں سے مراد ہے۔ سوامی جی نے اس صفحہ پر عیسائیوں سے نفرت کرنیکا ایک اور سبب بھی بتلایا ہے اور وہ یہ کہ 'بیل گائے کی قربانی کے تبرک سے پیٹ' بھرتے ہیں دیانند کو مسلمانوں سے جو نفرت تھی اسکا ایک سبب 'بیل گائے' بھی ہے اسی وجہ سے وہ اہل اسلام کو بہ نظر تلطف 'چنڈال' اور 'وحشی'

کے ناموں سے پکارتا ہے۔

ستیارتھ پرکاش میں صرف یہی ایک نقصان دہ تعلیم نہیں کہ سرکار انگریزی کو غیر منصف۔ ضرر رساں اور آریہ ورت کی دولت پر اسطرح جھکنے والی ظاہر کیا ہے جس طرح پیاسا پانی پر اور بھوکا اناج پر گرتا ہے بلکہ پولیٹکل پہلو سے دیکھا جائے تو اس سے بھی کہیں زیادہ خطرناک سبق درج کیے گئے ہیں جنکا مطالعہ آریہ نوجوانوں کے لیئے کسی صورت میں مناسب نہیں۔ آپ ہی غور کریں جن ہندو نوجوانوں کو پہلے یہ پڑھایا گیا ہو کہ سرکار انگریزی غیر منصف۔ نقصان دہ۔ اور حریص ہے اُنپر ذیل کی عبارتوں کا کیا اثر ہوگا۔

(۱) کھتری (چھتری) کو واجب ہے کہ فاضل تر برہمن کی مانند عالم اور نیک تربیت سے بہرہ ور ہو کر تمام سلطنت کی حفاظت وادگستری سے ٹھیک طور پر کرے صفحہ ۱۵ سملاس ۶

(۲) جاہل بیوقوف۔ ویدوں کے نہ جاننے والے جو فرائض بتلائیں اُن کو کبھی تسلیم نہ کرنا چاہیئے صفحہ ۱۶۳-

(۳) جو آدمی اپنے ہی راج اور ملک میں پیدا ہوئے ہوں وید وغیرہ شاستروں کے جاننے والے اور بہادر ہوں ایسے سات یا آٹھ ہوشیار اور دھارمک وزیر مقرر کرنے چاہیئے صفحہ ۱۶۶

(۴) جو شخص وید کی اور عابد لوگوں کی تصنیف شدہ کتابوں کی جو وید کے مطابق ہوں تحقیر کرتا ہے اس وید کی مذمت کرنیوالے منکر کو ذات۔ پسنگت (جماعت) اور ملک سے نکال دینا چاہیئے[۵] رگوید یجروید۔ سام وید کے عالم اگر تین شخص رکن انجمن ہو کر آئین باندھیں تو اُس انجمن کی باندھی ہوئی آئین کا عدول کوئی شخص نہ کرے صفحہ ۱۶۳-۱۲

(۶) برہموؤں کی نسبت لکھتے ہیں " ان لوگوں میں اپنے ملک کی ہمدردی بہت کم ہے۔ عیسائیوں کے چلن بہت سے اختیار کیئے ہیں.... اپنے ملک کی تعریف یا بزرگوں کی بڑائی کرنی تو دور رہی اُسکے عوض میں پیٹ بھر مذمت کرتے ہیں

لیکچروں میں عیسائی وغیرہ انگریزوں کی تعریف دل کھولکر کرتے ہیں صفحہ ۴۲۱ سوال ۱۰۵۔

(۶) یوروپین (انگریزی حکام) کی نسبت فرماتے ہیں " اپنے ملک کے بنے ہوئے جوتوں کی جسقدر توقیر و تعظیم کرتے ہیں اتنی غیر ملک کے باشندوں کی نہیں کرتے"۔ صفحہ ۴۲۳ سوال ۱۰۵

(۷) کسی پرانی سواری اور پنکھے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں " اگر یہ دونوں چیزیں آجتک بنی رہتیں تو یوروپین لوگ اتنے مغرور نہ ہوجاتے صفحہ ۳۴۰-۲۹

(۸) "مہابھارت تک چکرورتی یعنی روئے زمین کے راجہ آریہ کُل میں ہی ہوئے تھے اب اُنکی اولاد اپنی بدبختی کے باعث راج کھوکر غیر ملک والوں کے پاؤں تلے دب رہی ہے" صفحہ ۳۱۳-۴

(۹) جب سے غیر ملک کے گوشت خور لوگ اس ملک میں آکر گائے وغیرہ جانوروں کے مارنیوالے شراب خور حکمران ہوئے ہیں تب سے برابر آریوں کا دکھ بڑھتا جاتا ہے" صفحہ ۳۰۶-۲۲

(۱۰) آریہ ورت میں غیر ملک والوں کے راجہ ہونیکے باعث پھوٹ۔۔۔۔ بُرے کام ہیں۔ جب آپس میں بھائی بھائی لڑتے ہیں تب ہی تیسرا غیر ملک والا آکر پنچ بن بیٹھتا ہے صفحہ ۳۰۴ و ۳۰۵-۱۹

(۱۱) اگر " غیر ملک والے اُنکے ملک میں تجارت یا حکومت کریں تو بجز افلاس اور دُکھ کے دوسرا کچھ بھی نہیں ہوسکتا" صفحہ ۳۰۲-۱۱

(۱۲) "آریہ ورت ملک سے علاوہ جو ملک ہیں وے دیو دیش اور ملیچھ دیش کہلاتے ہیں اور آریہ ورت ملک سے باہر رہنے والے لوگوں کا نام راکشس ہے" در تمام کرہ زمین پر آریوں کا راج" تھا

(۱۳) اب ادبار۔ بخت آریوں کی سُستی۔ غفلت۔ اور باہمی نفاق کی وجہ سے دوسرے ملکوں میں راج کرنے کا تو ذکر ہی کیا ہے بلکہ خود آریہ ورت میں بھی اسوقت آریوں کا

کامل آزاد خود مختار اور بے خوف راج نہیں جو کچھ ہے آپسے بھی غیر ملک والے پامال کرتے رہے ہیں۔ کچھ تھوڑے سے راجہ خود مختار ہیں۔ جب برے دن آتے ہیں تب ملک کے رہنے والوں کو کئی طرح کی تکلیف بھوگنی پڑتی ہے۔ کوئی کتنا ہی کرے لیکن جو اپنے ملک کا راج ہوتا ہے وہ سب سے افضل ہوتا ہے

(۱۴) غیر ملک والوں کا راج پورا پورا آرام دہ نہیں ہے صفحہ ۲۵۶-۴۹

مذکورہ بالا حوالجات پر ہم کسی قسم کا حاشیہ چڑھانا پسند نہیں کرتے ہاں یہ ضرور کہیں گے کہ پنڈت دیانند نے جیسا کہ ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہے علانیہ اُن تمام الفاظ کا وعظ کیا ہے جو آج بندے ماترم کی جے پکارنیوالے لوگوں کے منہ سے نکل رہے ہیں یعنی سودیشی کی حمایت اور سوراج کی خواہش پس ایسی کتاب کی تعلیم نوجوان ہندوؤں کے دلوں پر زہریلا اثر کیئے بغیر نہیں رہ سکتی...... خصوصاً آج کل کے پولیٹیکل ایام میں جبکہ اکثر ہندو لوگ "ہندوستان کے ہم ہیں ہندوستان ہمارا" کا نعرہ بلند آواز سے مار رہے ہیں اور اُنکے دلوں میں سوراج کی اُمنگیں جوشوں پر ہیں ہم ذیل میں آریوں کے ایک لیڈر لالہ منشی رام جی کے ایک خط سے جو ۲۵- جون ۱۹۰۷ء کے سول ملٹری گزٹ میں شائع ہوا تھا چند ایسے اقتباسات پیش کرتے ہیں جو سنسنی خیز ہیں۔ یہ خط دراصل اُن اعتراضوں کی تردید میں لکھا گیا تھا جو ۱۹۰۷ء کی پولٹیکل اجیٹیشن اور چند معزز آریوں کی گرفتاری کے وقت سماج پر ہوئے تھے۔ اس خط میں لالہ صاحب نے مسٹر ہیریسن ڈسٹرکٹ جج الہ آباد کے ایک فیصلہ مورخہ ۲۶- نومبر ۱۹۰۲ء کا حوالہ دیا ہے جس میں جج صاحب بہادر اُن چند ایک حوالجات کا ذکر فرماتے ہیں جو پنڈت آلا رام ملزم نے دیانند کی کتابوں سے پیش کیئے ہیں اور عبارت فیصلہ اس طرح ہے "ایسی پیش کردہ عبارتوں کے اصل حوالے یا اُنکا ترجمہ دیا گیا ہے اور جسکو میں نے اصل کتاب سے ملا کر بھی دیکھا ہے..... ان حوالجات کا ایک حصہ آلا رام نے اپنے اس بیان کے ثبوت میں پیش کیا ہے کہ آریہ باغی ہیں۔ حوالہ نمبر ۱ میں ایک فقرہ ہے جسکے معنی یہ ہیں "ہمارے ملک میں کبھی کوئی اجنبی حاکم نہ ہونا چاہیئے اور نہ ہمکو غیر ملک والوں کی

رعایا ہونا چاہیئے" حوالہ نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ میں راج کے لیئے دعائیں مانگی گئی ہیں اور حوالہ نمبر ۶ میں اس بات پر افسوس ظاہر کیا گیا ہے کہ آریہ ورت میں دیسی راج نہیں ہے .... حوالہ نمبر ۸ میں گورے آدمیوں کے گوروں کی رعایت کرنے اور اگر گورے کالوں کو مار ڈالیں تو اُنکے بری کیئے جانے وغیرہ کا ذکر ہے حوالہ نمبر ۹ اندرونی پھوٹ کو غیر ملک والوں کے ملک پر قابض ہونیکا سبب ظاہر کرتا ہے۔ (اور یہ دعا ہے کہ) پرماتما کرپا کر کے اس مہلک بیماری کو ہم آریوں میں سے نکالدے۔ حوالہ نمبر ۱۴ میں لکھا ہے "اگر غیر ملک والے اُنکے ملک میں حکومت یا تجارت کریں تو بجز افلاس اور دُکھ کے اور کچھ نہیں ہوتا" حوالہ نمبر ۱۵ میں درج ہے کہ "ان آریوں کی اولاد اب بدبختی سے غیر ملک والوں کے پاؤں تلے دب رہی ہے۔ حوالہ نمبر ۱۶ میں "آریہ ورت کی آئے دن بڑھتی ہوئی تکالیف کا سبب گوشت خور شرابخور غیر ملک والوں کی آمد بتلائی ہے" اور انکے بعد کے حوالوں میں "راجہ یا حاکم کی اوصاف اور گائے کشی کرنیوالوں کی ہلاکت کا ذکر ہے"۔

ان حوالجات کو دیکھکر ہمارے ناظرین سمجھ جائیں گے کہ یہ عبارت قریباً وہی ہے جو ہم بھی اس مضمون میں نقل کر چکے ہیں۔ یہ لائق جج اپنے فیصلہ میں لکھتا ہے کہ پنڈت صاحب کی غرض یہ نہیں تھی کہ برٹش گورنمنٹ کو فوراً نکال دیا جاوے۔ ہم بھی جج کی رائے سے متفق ہیں لیکن ہم ایک اور دفعہ بڑے زور سے یہ بات پیش کرتے ہیں کہ یہ تحریریں سکول اور کالج کے طلبار کے لیئے نامناسب ہیں اور ملک کے ان ہونہار پودوں کو ستیارتھ کی تعلیم کی گرم ہوا سے محفوظ رکھنا چاہیئے۔ اگر دیانند کی ایسی تحریریں گُرُوکل جیسی تعلیم گاہ میں۔ جہاں کے طلبار کو بیرونی دنیا سے کوئی تعلق نہیں پڑھی جائیں گی تو یہ امید نہیں کیجا سکتی کہ انکا وہاں کے طالبعلموں پر کوئی اچھا اثر ہوگا گُروکل آریوں کی درس گاہ ہے جو اُس مقام پر بنائی گئی ہے جہاں "ایک طرف پربت اور دوسری طرف گنگا مائی کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا پوتر جل" ہے اس درس گاہ کے متعلق ایک ہندو محب وطن لکھتا ہے کہ

"گروکل کے ناظم اسقدر پرانی دنیا میں جان ڈالنے والے نہیں ہیں جسقدر کہ نئے زمانہ کے قاصد ہیں۔ انکو یقین ہے کہ آریہ ورت میں اب کوئی بڑی تبدیلی ہونیوالی ہے اور آریہ سماج اس آنیوالے زمانہ میں ملک کی قسمت کے فیصلہ اور رہنمائی میں بڑی حصہ دار ہوگی"

ستیارتھ پرکاش کی مفصلہ ذیل تعلیمات جو سمولاس ۶ میں سے لی گئی ہیں اور بھی زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ انہیں خفیہ ذرائع اور فریب و دھوکہ بازی کی تعلیم دیگئی ہے وھو ہذا۔

(۱) جس طرح کچھوا اپنے اعضا کو چھپائے رکھتا ہے اسی طرح دشمن کی دخل یابی کے رخنہ کو پوشیدہ رکھے صفحہ ۴ ۱۷-۳۵

(۲) جیسے بگلا تصور باندھے ہوئے مچھلی کے پکڑنے کو تاکتا رہتا ہے ویسے ضروریات کی فراہمی کے لیئے غور کیا کرے دولت وغیرہ چیزوں کو اور طاقت کو بڑھا کر دشمن کو فتح کرنے کے لیئے شیر کی مانند طاقت کو کام میں لائے اور چیتے کی مانند چھپ کر دشمن کو پکڑے نزدیک آئے ہوئے طاقتور دشمن سے خرگوش کی مانند دور بھاگ جاوے اور بعد ازاں انکو دھوکہ میں ڈالکر پکڑے صفحہ ۴ ۱۷-۳۵

(۳) "جب یہ معلوم ہوجاوے کہ فوراً لڑائی کرنیسے کسیقدر تکلیف پہنچیگی اور بعد میں کرنے سے اپنی بہتری اور فتح ضرور ہوگی تب دشمن سے میل کرکے وقت مناسب تک صبر کرے" صفحہ ۱۸۰-۷۴ کیا خوب تعلیم ہے کہ جب کمزور ہوں تو دوست بنے رہیں جب کافی طاقت ہو تو چیتے کی طرح دشمن پر حملہ کردیں۔ میل اور صلح صرف دکھانے کے لیئے ہو جب موقعہ آئے فوراً عہد شکنی کردیجائے۔ ہم پوچھتے ہیں کیا یہ فریب نہیں؟ کہ کمزوری کے وقت ظاہری دوست اور باطنی دشمن بنے رہیں۔

اب ہم یہ نہیں چاہتے کہ ناظرین کا زیادہ وقت اس عجیب و غریب کتاب کے حوالوں پر لگادیں بلکہ ہمارے خیال میں جو حوالے ہم اس مضمون میں دیچکے ہیں وہی اس بات کے اظہار کے لیئے کافی ہیں کہ یہ ستیارتھ پرکاش کی تعلیم کا ہی اثر ہے کہ آریوں کے دلوں میں مسلمانوں اور عیسائیوں کی طرف سے نفرت پیدا ہوگئی ہے۔ چونکہ آریہ سماج کے بانی نے اس نفرت کی بنیاد خود اپنے ہاتھ سے رکھی تھی اسلیئے اُسکے پیروؤں نے اپنے گرو کے

اس ورثہ پر قبضہ کر لیا ہے اور جو گرو صاحب کا طرز تھا وہی چیلوں کا ہے جیسا کہ انکی تقریروں اور تحریروں سے ظاہر ہو رہا ہے اور یہ کہ پنڈت صاحب گورنمنٹ عالیہ کو کس نظر سے دیکھتے تھے اسکے متعلق ناظرین خود رائے لگا سکتے ہیں۔ ہماری تفصیل کی ضرورت نہیں۔ دوسرے مذاہب کے مقدس بزرگوں اور پاک کتابوں کو گالیاں دینے اور غیر آریہ ادیان کے معتقدات پر ہنسی اڑانے کی عادت اب آریوں میں ایسی جڑھ پکڑ گئی ہے کہ اسکی نکلنی محال معلوم ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بدعادت آریہ سماج کے سر کے ساتھ ہی جائیگی کیونکہ اسکا انجام سوائے فنا کے اور کچھ نہیں حضرت مسیح موعودؑ نے انہی کے متعلق فرمایا ہے ؎

نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا ٭ کتوں سا کھولنا منہ تخم فنا یہی ہے

ستیارتھ پرکاش کو آریہ سماجی اُسی عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں جس سے عیسائی اپنی بائبل کو دیکھتے ہیں۔ آریہ سماج کے ممبر اس کتاب کو کثرت سے پڑھتے اور اسکی ہدایات پر عمل کرنا کار ثواب سمجھتے ہیں۔ آریوں کے مرد۔ عورتیں۔ بچے۔ بوڑھے سب کے سب اس کتاب کو ایسی ہی مقدس سمجھکر پڑھتے ہیں جیسے کہ عیسائی اپنی انجیل کی تلاوت کرتے ہیں۔ یہ کتاب ہر ایک سماجی گھرانے میں دیکھی جاتی ہے اور ہر ایک سماجی سکول میں بطور کورس پڑھی جاتی ہے اور کوئی آریہ بمشکل ایسا ہوگا جو اس کتاب کی تعلیم سے رنگین نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آریہ سماج کا بچہ بچہ دوسرے مذاہب کی پاک کتابوں اور مقدس بزرگوں پر اُسی طرح زبان طعن کھولتا ہے جس طرح کہ دیانند نے کیا تھا۔

دوسروں کو گالیاں دینے کی وبا سماجیوں میں ایسے خطرناک طور پر پھیلی ہوئی ہے کہ اب اسکے انسداد کی کوئی امید نہیں دکھائی دیتی۔ ہاں اس مرض کی اگر کوئی دوا ہو سکتی ہے تو یہ ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں سے ان زہریلے حصوں کو نکالدیا جائے جن کا ہم نے اس مضمون میں ذکر کیا ہے۔ کیا اچھا ہو کہ آریہ سماج ستیارتھ کی ایکدفعہ اور ترمیم کرکے اُن تمام حصوں کو نکالڈالے جن کے ذریعہ سے غیر مذاہب کے ساتھ ناچاقی اور غیر ملک والوں سے نفرت پیدا ہوئی ہے اور اس اصلاح شدہ کتاب کو کثرت سے ملک میں شائع کرے تاکہ پہلی اصلی کتاب نے جو بُرا اثر پیدا کیا ہوا ہے وہ کم ہو جائے۔ اگر ہمارے آریہ ہموطن اس اصلاح

کے لیئے تیار ہوجائیں تو وہ نہ صرف عیسائیوں اور مسلمانوں کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہونگے بلکہ گورنمنٹ عالیہ بھی اُنکی اس کارگذاری کو پسندیدگی اور خوشی کی نظر سے دیکھیگی۔

وما علینا الا البلاغ

اشاعتِ اسلام نمبر ۸

(سلسلہ کیلئے دیکھو گذشتہ نمبر)

حضرت نبی کریم صلعم کا خط بنام خسرو پرویز کسریٰ ایران اور ایک بڑا معجزہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایلچی کسرے ایران کے پاس خط دیکر بھیجا اُسکا نام عبد اللہ بن حذیفہ تھا۔ اس خط کا مضمون آخر میں دیا جاتا ہے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خط مغرور شاہ فارس کے پاس پہنچا اُس نے غصہ میں آکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نامہ کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جب یہ خبر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپنے دعا کی اور فرمایا مزق اللہ ملکہ (زاد المعاد صفحہ ۵۶ جلد ۲) یعنی خدائے تعالیٰ اُس کی بادشاہت کو ٹکڑے ٹکڑے کردے" اس پیشگوئی کا پورا ہونا تفصیل کے ساتھ زمانہ کے صفحات پر منقش ہے۔ کسرے فارس نے یمن کے ایرانی حاکم کو حکم بھیجا کہ اُس نبی کو گرفتار کرکے ہمارے دربار میں حاضر کرو۔ اس غریب کو یہ کیا معلوم تھا کہ جس شخص کو آج وہ حقارت کی نظر سے دیکھتا اور ایک معمولی واعظ سمجھتا ہے کل اُسی کے پیرو ایرانی تخت پر متمکن ہونگے اور جس جگہ سے آج وہ بڑے غرور کے ساتھ گرفتاری کا حکم نافذ کررہا ہے کل وہی اس نبی کے خادموں کے پاؤں تلے ہوگا یمن کے ایرانی گورنر نے دُو آدمی آنحضرت کی گرفتاری کے لیئے روانہ کردیئے۔ چونکہ کسرے بڑا شہنشاہ تھا اسلیئے اسکے احکام ایسے سمجھے جاتے تھے کہ جنکی کوئی مخالفت نہ ہوگی۔ یہ لوگ پہلے طایف آئے اور اُنکو دیکھکر قریش بہت خوش ہوئے کیونکہ اُنکے خیال میں کسرے فارس کا اس نئی تحریک کی بیخکنی پر مستعد ہونا بہت بڑی بات تھی۔

ابوسفیان نے بڑے فخر سے کہا کہ دیکھو اب شاہ فارس نے محمد (صلعم) کی بیخکنی کا ارادہ کیا ہے اسلیئے اب محمد (صلعم) زندہ نہیں رہ سکتا۔ عامل یمن کے بھیجے ہوئے آدمی طائف سے مدینہ کو گئے لیکن جب وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آئے تو اُنپر ایسا رعب چھایا کہ انہوں نے مارے خوف کے کانپنا شروع کر دیا جب آنحضرت صلعم کو اُنکے آنیکا مدعا معلوم ہوا* تو آپنے فرمایا کہ آج کا ایک دن ٹھہر جاؤ ہم کل جواب دینگے۔

اسی رات آپ (صلعم) نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی۔ اس دعا کے جواب میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ آج ہی کی رات اس شہنشاہ کو اُسکے بیٹے نے مار ڈالا ہے صبح کو حضرت نبی کریم صلعم نے ان ایلچیوں کو اپنے سامنے بلا کر فرمایا دیکھو آج ہی کی رات میرے خداوند نے تمہارے خداوند کا اسی کے بیٹے کو اُسپر مسلط کر کے اُس کا کام تمام کرا دیا ہے یہ جواب پاکر وہ لوگ متعجب ہوئے اور اس عجیب وغریب خبر کی صحت معلوم کرنیکے لیئے یمن کو واپس روانہ ہوگئے۔ اس خبر کے صحیح ثابت ہونے پر اُنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں کیا کلام ہو سکتا تھا کیونکہ سوائے خدا کے اور کون ہے جو اتنے دُور کے واقعہ کا ایک ہی رات میں پتہ دیدے۔ کوئی ایسی تار برقی نہ تھی جو ایران کے دار الخلافہ کے اخبار حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دیتی۔ ہاں ایسی خبر اگر کوئی دیتا تو محض ایک ملہم من اللہ ہی دے سکتا تھا۔ آخر وہ ایلچی یمن کو روانہ ہوگئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب صوبہ دار یمن کو دیدیا۔ جب اُس نے یہ بات سُنی تو وہ بھی ششدر رہ گیا اور کہنے لگا کہ اگر یہ بات سچی ثابت ہو جائے تو اس شخص کی نبوّت میں کلام ہی کیا ہے جس نے اتنے فاصلہ کی خبر بتا دی ہے۔ اور یہ خبر آخر کار سچی ہی ثابت ہوئی کیونکہ ان ایلچیوں کے پہنچنے کے تھوڑے ہی دن بعد شیرویہ پسر خسرو پرویز کا خط گورنر یمن کے نام آیا جس میں بعینہ وہی خبر درج تھی جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دی تھی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا یہ ایک بیّن ثبوت تھا اور اُسکا نتیجہ جو لازماً ہونا چاہیئے تھا وہ یہ ہوا کہ گورنر فوراً صدق دل سے مسلمان ہوگیا۔

ولیم میور سے کس طرح اُمید ہو سکتی تھی کہ وہ اس عظیم الشان معجزے کا اقرار کرتا۔ اُس نے

*نوٹ: یہ ایلچی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو پیغام لائے تھے اُس کا مضمون یہ تھا کہ باذان عامل یمن نے اسلیئے ہمیں آپکے پاس بھیجا ہے کہ ہم آپ کو ملک الملوک خسرو پرویز کے پاس لیجاویں اگر آپ برضا و رغبت ہمارے ساتھ چلیں تو بہتر ہے۔ اگر آپ انکار کریں تو آپکو کسریٰ کی طاقت کا خوب علم ہے وہ آپکو آپ کی جماعت کے سمیت تباہ کر دیگا بلکہ کل ملک عرب کو برباد کر دیگا اسوقت اگر آپ ہمارے ساتھ چلیں تو باذان کی وساطت سے کسریٰ سے معافی طلب کر سکتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ پیغام سُنکر مسکرائے اور فرمایا ٹھہرو۔ ہم کل اسکا جواب دینگے۔ منہ

اس نشان کو ملیامیٹ کرنے کیلئے بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسرٰے کی بیماری اور موت کی خبر پہلے پہنچ چکی ہوگی۔ یہ صاحب دیدہ و دانستہ اس امر کو نظر انداز کرتے ہیں اور مطلقاً غور نہیں کرتے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اسی رات جبکہ یہ ایلچی مدینہ میں ہی تھے فرما دیا تھا کہ آج ہی کی رات* میرے مولا نے تمھارے آقا کو مار ڈالا ہے اور جب اس امر کی تصدیق ہوئی تو گورنر اور اسکے بعض رفقا مسلمان ہو گئے۔ کیا گورنر یمن اور اسکے رفقا کے مسلمان ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی نے پورا ہو کر انکے دلوں کو تسخیر کیا تھا؟ ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر یا شہنشاہ پہلے ہی تخت نشین ہو چکا تھا تو اسکا پہلا کام یہ تھا کہ سرکاری طور پر عامل یمن کو اپنی مسند نشینی سے آگاہ کرتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ بعد میں پروانہ سرکاری آیا بھلا یہ کسطرح ممکن ہو سکتا تھا کہ مدینہ میں تو خبر پہنچ جاتی اور عامل یمن اور اسکے افسر بے خبر رہتے۔ ہمیں بار بار تعجب آتا ہے کہ جن لوگوں کو ایرانی معاملات سے تعلق تھا انکی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ انکو ایسے سخت واقعہ کی خبر ابھی نہیں ہوئی تھی کیبے تعلق لوگوں کو پہلے خبر پہنچ گئی۔ قابل غور یہ امر ہے کہ عامل یمن کو ابھی ابھی خسرو پرویز کا خط پہنچا تھا کہ آنحضرت صلعم کو گرفتار کر کے بھیجے جسکی اس نے بلا تاخیر تعمیل کی اور مدینہ کو آدمی بھیجدیئے پھر یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ اس مختصر سے زمانہ میں خسرو کی موت کا واقعہ شہرت پا کر مدینہ تک پہنچ جاتا۔ اچھا اگر بفرض محال یہ بھی مان لیا جائے کہ عرب کے وسیع ریگستان کو عبور کر کے خبر مدینہ میں مشہور ہو چکی تھی پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کو اس واقعہ کی کیوں خبر نہ ہوئی؟ کیا حیرت کا مقام ہے کہ وہ ایلچی یمن سے چلکر مدینہ آئے مگر انکے کان تک یہ خبر نہیں پہنچی کہ کسرٰے اعظم جسکی وہ رعایا تھے موت کا شکار ہو چکا ہے یہ لوگ مدینہ میں بھی ایک روز ٹھہرے اور پیغام لیکر واپس ہوئے۔ جسطرح آتے وقت انکو اس عظیم الشان واقعہ کا کوئی علم نہ تھا اسی طرح واپس جاتے وقت بھی انکو کسی نے خبر نہ دی۔ اور ان دونو ایرانی شخصوں کی شکل و شباہت بھی عربوں سے مختلف تھی کیونکہ ایرانیوں کے دستور کے موافق انکی ڈاڑھی مصفا تھی مونچھیں لمبی تھیں سنہری پیٹیاں باندھے ہوئے تھے

*یہ سہ شنبہ کی رات تھی ۱۰۔ جمادی الآخرہ ۷ھ ہجری منہ۔

اُنکے اس لباس کا احادیث میں ذکر ہے اور لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے اس بھیس کو ناپسند فرمایا تھا الغرض اُنکی صورت سے ہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسریٰ کے دربار کے لوگ ہیں اور اگر اُنکے بادشاہ کے متعلق کوئی ایسی خبر مشہور ہوتی تو ضرور راستہ کے لوگ اُنسے اسکے متعلق دریافت کرتے لیکن ایسا نہیں ہوا - اب میور صاحب کا یہ فرمانا کہ یہ خبر پہلے ہی شہرت پا چکی تھی سوائے تعصب اور دشمنی کے اور کس بات پر محمول ہو سکتا ہے - ہمیں سب سے بڑھکر حیرت آتی ہے تو اس بات پر کہ ایسی بڑی سرکاری خبر مدینہ تو پہنچ گئی لیکن عامل یمن اور اُسکی رعایا کو ان ایلچیوں کی غیر حاضری کے زمانہ میں بھی معلوم نہ ہوئی اور جب وہ یمن کو واپس آئے تو اُنہوں نے گورنر اور رعایا سب کو اس حادثہ سے ایسا ہی لاعلم پایا جیسا کہ اُنکی روانگی سے پیشتر تھے - ان امور پر گہری نظر کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ میور صاحب نے صریحًا غلط بیانی سے کام لیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی الہام نہیں ہوا تھا بلکہ آپکے کانوں تک یہ خبر پہلے ہی پہنچ چکی تھی کہ خسرو اعظم کو قتل کر دیا گیا ہے۔*

پھر یہ بھی ایک بات ہے کہ اُڑتی ہوئی خبریں ہمیشہ سچی نہیں ہوتیں اور یہ کہاں ہو سکتا تھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی افواہ ہی سُنکر فرما دیتے کہ آج رات میرے خداوند نے تمہارے خداوند کا اُسی کے بیٹے کو اُسپر مسلط کر کے کام تمام کرا دیا ہے اور علاوہ ازیں کسطرح ممکن تھا کہ آنحضرت صلعم ایک سُنی سنائی بات پر یقین کر کے عامل یمن کے پاس اُسکے آقا کی موت کی خبر بھیجتے اور وہ بھی اُنکے ذریعہ جنکو عامل مذکور نے آنحضرتؐ کی گرفتاری کے لیے بھیجا تھا - مزید برآں آپنے تو یہ ظاہر کیا کہ اس خبر کی صداقت میری سچائی کا ثبوت ہوگی - ہمارے تو واہمہ میں بھی نہیں آسکتا کہ آنحضرت صلعم جیسا انسان جسکی عقل اور فراست کا مخالف بھی لوہا مانتے ہیں کسطرح کسی غیر معتبر اور نامعلوم الاسم شخص کے کہنے پر اتنی بڑی بات مشہور کرتا اور اس خبر کی صحت پر اپنی رسالت کے دعوے کی صداقت کا انحصار کر دیتا - ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ دربار فارس کے ایلچی دیکھکر اگر ایسی افواہ سُنی بھی ہوتی تو اسپر یقین نہ کیا جاتا کیونکہ یہ ایلچی اس خبر سے بالکل بے خبر تھے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے افواہ کی بنا پر یہ خبر ایلچیوں کو نہیں سُنائی تھی بلکہ خدا سے خبر پاکر اسکا اعلان فرمایا۔

* اگر آپ افواہ کی بنا پر ایلچیوں کو یہ خبر سناتے تو یہ نہ کہتے کہ آج رات میرے خداوند نے تمھارے خداوند کو قتل کرا دیا ہے بلکہ اسکو ایک عظیم الشان پیشگوئی کے طور پر پیش کرتے۔ منہ

تھا۔ اگر افواہ ہوتی تو آپ ایلچیوں کو دیکھکر یہ نتیجہ نکالتے کہ افواہ غلط ہے عامل یمن اور اُسکے رفقا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کا حال میور صاحب کی نسبت بہتر سمجھ سکتے تھے لیکن اُنہوں نے بجائے میور کے ہم آہنگ ہونیکے اس بات کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک نشان مانا اور برضا و رغبت آپکا مذہب قبول کر لیا۔ بھلا اس بین شہادت کی موجودگی میں ایک عقلمند آدمی کو جو میور سا متعصب دماغ نہ رکھتا ہو اس امر کے ماننے سے کیا انکار ہو سکتا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا۔ اور اسی معجزہ نے عامل یمن اور اُسکے رفقا کو جن کے پاس دربار ایران سے اس خبر کی صحت کا خط آیا تھا۔ صدقِ دل سے مسلمان بنا دیا۔ گورنر اور اُسکے رفقا کی تبدیلی مذہب سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم الشان معجزہ تھا جسکو دیکھکر انہوں نے اسلام قبول کیا۔ لیکن میور کے عیسوی تعصب سے یہ کہاں امید ہو سکتی ہے کہ وہ اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ مان لے پس اسی وجہ سے وہ ایک نئی پیچ نکالتا ہے اور اس ضرب المثل کا مصداق ہوتا ہے کہ ایک جھوٹ کو سچ بنانے کیلئے بہت سے جھوٹوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ گورنر یمن کی تبدیلی مذہب کو ذاتی اغراض کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ ایران کا چراغ اب گل ہو چکا تھا اور عرصہ سے ایرانیوں کا عرب پر پورا تسلط نہیں رہا تھا اور یمن کا گورنر بلا روک ٹوک ایسی حفاظت میں جا سکتا تھا جو اُسکی رعایا کے لیئے زیادہ موزوں ہوتی اسلیئے باذان (گورنر یمن) نے اسلام کی دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی دیکھکر خوشی سے اسلام قبول کر لیا اور نبی (صلعم) سے اپنا تعلق ظاہر کر دیا*۔ اس تحریر سے میور کا یہ منشا رہے کہ گورنر یمن کسی نشان کو دیکھکر ایمان نہیں لایا تھا بلکہ اُسکی تبدیلی مذہب پولٹیکل اغراض پر مبنی تھی اس لیئے ایمان خام اور منافقانہ تھا۔ اسطرح میور کی رائے میں یہ اسلام کی دن دُگنی رات چوگنی ترقی تھی جس کی تحریص سے وہ مسلمان ہو گیا۔ لیکن جس جگہ اُس نے یہ عبارت لکھی ہے اُس سے چند ہی صفحہ پہلے خود وہی اپنے قلم سے اسکی تردید کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف بادشاہوں اور روسا کے پاس دعوت اسلام کے لیئے

* لائف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صفحہ ۳۵۹۔

سفیر بھیجنے کے متعلق لکھتا ہے " اس مدنی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ تجویز اسوقت محض موہوم اور بعید از قیاس تھی کیونکہ وہ اسوقت بمشکل تمام اپنا آپ سنبھالنے کے قابل تھے اور اس سے بارہ ماہ قبل وہ نہایت ہی بے بسی سے محصور تھے اور حال ہی میں مکہ سے عمرہ کرنیکے بغیر واپس ہونے پر مجبور ہوئے تھے پھر وہ کیونکر مصر۔ حبش۔ شام کے بادشاہوں بلکہ قیصر و کسرے کو دعوت کر سکتے تھے یہ تھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پولٹیکل طاقت۔ جسے ہم نے میور کے اپنے الفاظ میں دکھا دیا ہے پھر خدا معلوم وہ کس منہ سے کہتا ہے کہ گورنر یمن نے مسلمانوں کی حفاظت میں آنے کی غرض سے اپنے آبائی مذہب کو خیر باد کہا تھا اور نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب اختیار کیا تھا۔ جس شخص کی نسبت میور خود لکھتا ہے کہ "وہ بمشکل تمام اپنا آپ سنبھالنے کے قابل تھے" بھلا اسکی حالت کیونکر ایک دور دراز صوبہ کے ایرانی عامل کو اس بات کی ترغیب دے سکتی تھی کہ وہ شاہ ایران کی ماتحتی کو چھوڑ کر نبی عرب کی ماتحتی اختیار کرے۔ اور وہ جو حال ہی میں بالفاظ میور "عمرہ کیئے بغیر مکہ سے مجبوراً واپس آیا تھا" وہ کیونکر خسرو اعظم سے مقابلہ کر سکتا تھا۔ یہ بے شک درست ہے کہ مدینہ میں ایک قسم کی ریاست سی تو قائم ہو گئی تھی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے سردار تھے لیکن یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ اس مختصر اور کمزور سی ریاست کے زیر سایہ دُور دراز صوبوں کے شاہزادے اور گورنر آجاتے کیا دنیا میں صرف یہی ایک بڑی سلطنت تھی جس کی حفاظت کے بغیر گذارہ نہیں ہو سکتا تھا کیا سلطنت فارس کی ہمسر صرف مدینہ کی چھوٹی سی ریاست ہی رہ گئی تھی جو بالفاظ میور "بارہ ماہ قبل نہایت بے بسی سے محصور ہو چکے تھے"؟ پھر یہ کیونکر ممکن ہو سکتا تھا کہ گورنر یمن خود بخود اپنی رعایا سمیت مدینہ کی مسلمان حکومت کا مطیع ہو جاتا۔ جس حکومت کے زیر سایہ آنے کی نسبت بڑے وثوق کے ساتھ دعویٰ کیا جاتا ہے اُسکی طاقت کی نسبت معترض صاحب خود تو یہ لکھتے ہیں کہ بمشکل تمام اپنا آپ سنبھالنے کے قابل تھے اور گورنر یمن نے اس حکومت کی طاقت کا یہ اندازہ کیا کہ اس حکومت کے بادشاہ کی گرفتاری کے لیئے صرف دو آدمی

٭ دیکھو لائیف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صفحہ ۲۰۴

بھیجدیئے پھر ایسی حکومت کی حفاظت کا وہ کیونکر طلبگار ہوسکتا تھا۔ اچھا ہم نے مانا کہ حکومت فارس کا یمن پر پورا قبضہ نہیں رہا تھا اور عامل یمن بھی کسرے کی حکومت کا جُوا اپنی گردن سے اُتارنا چاہتا تھا پھر اُسکا کیا سر پھرا تھا کہ وہ ایک جُوا اُتار کر دوسرے کے نیچے بلاوجہ و بے فائدہ گردن بڑھا دیتا۔ مسلمانوں کا مذہب نیا تھا اسلیئے اُنکی سلطنت عامل یمن کی رعایا کے بیئے جو سب کے سب کافر تھے کسی طرح موزون اور اُنکے حسب دلخواہ نہیں ہوسکتی تھی۔ اور اگر بفرض محال یہ بھی مان لیں کہ باذان عامل یمن نے ایرانی حکومت کا جُوا اپنی گردن سے اُتارنے کیلیئے مسلمانوں سے میل کر لیا تھا تو یہ تعلق اسلام قبول کرنیکے بغیر بھی ہوسکتا تھا کیونکہ عرب کی بہت سی قوموں نے پہلے بھی مسلمان ہونیکے بغیر نبی کریم صلعم سے باہمی امداد کا عہد و پیمان کر لیا تھا صلح حدیبیہ کی شرائط میں سے ایک یہ بھی شرط تھی کہ جو کوئی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باہمی امداد کا معاہدہ کرنا چاہے اُسے اجازت ہے۔ اسلیئے عامل یمن اسلام قبول کرنیکے بغیر بھی بآسانی تمام مسلمانوں کے ساتھ باہمی امداد کا معاہدہ کرسکتا تھا۔ الغرض میور کا یہ کہنا کہ باذان نے محض اسوجہ سے اسلام قبول کیا کہ وہ شاہ فارس سے خودمختار ہونا اور مسلمانوں سے امداد حاصل کرنا چاہتا تھا بالکل غلط ہے اور واقعات اسکے خلاف شہادت دیتے ہیں اور سوائے میور کی قوت متخیلہ کے اور کسی جگہ اسکی اصلیت کا ذرا بھی پتہ نہیں لگتا جس کشش نے باذان کو کھینچا وہ اسلام کی صداقت اور آنحضرت کا معجزہ تھا اور اسی صداقت نے اُسکے تشنہ لبوں کو اسلام کا شیریں شربت پلایا۔ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کو صریحًا پورا ہوتے دیکھا اور ایک نہیں بلکہ دو نشان دیکھے یعنی اوّل تو آنحضرت صلعم کے الفاظ پورے ہوئے دوم جس شخص نے آپ صلعم کے نامہ مبارک کو پھاڑا تھا وہ خود ٹکڑے ٹکڑے کردیا گیا* اور اس طرح دنیا نے ایک دوسرا معجزہ مشاہدہ کیا۔ ایک تو خدائے تعالیٰ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کو ہلاک کیا اور دوئم اُسکی موت کی خبر ایسے وقت دی جبکہ تمام عرب اس سے ناواقف تھے اور لُطف یہ کہ خبر بھی دی تو اُسی دن صبح کو۔ اس عظیم الشان نشان سے

* جیسا آپنے دعا فرمائی تھی کہ مزق اللہ ملکہ ۔ منہ

اکیلا باذان ہی مسلمان نہ ہوا بلکہ اُس کے رفقا نے بھی دینِ حق قبول کر لیا۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ ایک جھوٹ کے لیئے بہت سے جھوٹ بنانے پڑتے ہیں اسلیئے اس معجزہ کا اثر اُڑانے کیلیئے میور صاحب کو اور بھی کئی ایک دروغ بیانیاں کرنی پڑی ہیں۔ مثلاً وہ لکھتا ہے کہ کسرے نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کی تحقیقات کرانی چاہی تھی اور اسی خواہش کے باعث اُس نے عامل یمن کے نام حکم بھیجا تھا کہ مدینہ میں سفیر بھیجکر اس نئے مذہب کے متعلق صحیح صحیح اطلاع ہم پہنچائی جائے یہ بیان نہ صرف بے بنیاد بلکہ نہایت ہی لچر و پوچ ہے۔ یہ خیال کرنا ہی بیہودگی ہے کہ مغرور شاہ فارس نے اسلام کی تحقیقات کے لیئے سفیر بھیجے تھے کیونکہ جس شخص نے پہلے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو پرزے پرزے کر کے پھاڑ ڈالا تھا اور سفیر کو غضب کے ساتھ واپس کیا تھا وہ کس طرح ایسا کام کر سکتا تھا۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ معتبر تواریخ کی رُو سے جس بادشاہ کو آنحضرت ؐ نے خط لکھا تھا وہ خسرو پرویز تھا اور میور کا خیال کہ اُسکا بیٹا شیرویہ تھا غلط ہے۔ ان ایلچیوں کے آنے پر قریش کا خوش ہونا ایرانی سپاہیوں کا مارے خوف کے کانپنا۔ آنحضرت صلعم کا اُن سے رات بھر ٹھہرنے کے لیئے فرمانا اور صبح کو ایک جواب دینا وغیرہ وغیرہ ایسی باتیں ہیں جن سے میور کے اس بیان کی بیہودگی ثابت ہوتی ہے۔ میور کے بیان کی ایک تاریخدان بھی تصدیق نہیں کرتا اور اسکا سراغ اگر کہیں مل سکتا ہے تو اسکے افترا کرنیوالے دماغ تک ہی محدود ہے۔ میور صاحب کسی امر کی تشریح جتنی چاہیں کریں لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ تاریخ بھی خود ہی ایجاد کریں۔

(اس واقعہ کا مفصل حال ملاحظہ ہو مدارج النبوۃ جلد دوم میں)

مضمون خط بنام کسرے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ من محمد رسول اللہ الی کسریٰ عظیم فارس سلام علیٰ من اتبع الھدیٰ و اٰمن باللہ و رسولہ و اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و ان محمدًا عبدہٗ و رسولہ ادعوک بدعایۃ اللہ فانی انا رسول اللہ الی الناس کافۃ لینذر من کان حیا

ویحق القول علی الکافرین اسلم تسلم فان ابیت فعلیک اثم المجوس

(ترجمہ) اللہ کے نام سے مَیں اس نامہ کو شروع کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے۔ یہ خط خدا کے فرستادہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے فارس کے بادشاہ کسرےٰ کے نام ہے۔ سلامتی ہو اُس شخص پر جس نے اِس ہدایت کی پیروی کی اللہ خدا اور اُسکے رسول پر ایمان لایا اور گواہی دی کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُسکا بندہ اور اُسکا فرستادہ ہے۔ مَیں تجھے اللہ کی طرف بلاتا ہوں مجھے خدا تعالیٰ نے کُل دنیا کے لوگوں کیلئے رسول کرکے بھیجا ہے تا جو شخص زندہ ہے مَیں اُسکو ڈراؤں اور انکار کرنے والوں پر حجت پوری ہو۔ اسلام کو قبول کرو تاکہ بچ جاؤ اور اگر تُو نے انکار کیا تو یاد رکھ کہ کُل قوم مجوس کا گناہ تیرے ذمہ ہوگا۔ (زاد المعاد جزو ثانی صفحہ ۵۶)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مقوقس شاہ مصر کے نام

مقوقس شاہ مصر کی طرف جو شخص حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لیکر گیا اُسکا نام حاطب بن ابی بلتعہ تھا۔ شاہ مصر نے اُس کا بڑی عزت سے استقبال کیا اور جو تقریر اُس نے شاہ موصوف کے حضور کی وہ بہت دلچسپ ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرتؐ کے سفیر محض ہرکارے ہی نہ تھے بلکہ مذہب اسلام کے واعظ بھی تھے۔ اُنکو مجلس کے مطابق تقریر کرنی آتی تھی اور وہ دلائل کے ذریعہ اپنے سامعین پر اثر ڈال سکتے تھے۔ شاہ مصر کے حضور کھڑے ہوکر حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو وہ نقشہ یاد آیا جو سینکڑوں برس پہلے اسی ملک کے دربار شاہی میں مشاہدہ کیا گیا تھا۔ جسطرح موسیٰ علیہ السلام ایک زمانہ پہلے فرعون شاہ مصر کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ اُسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام اسی ملک کے ایک اور بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوا۔ فرق یہ تھا موسیٰؑ فرعون کے سامنے خود کھڑے تھے لیکن اب موسیٰ علیہ السلام سے بزرگتر نبی کا قائم مقام تھا۔ جسنے نہایت مناسب الفاظ میں بڑی جرأت اور مناسب ادب سے موجودہ بادشاہ کو فرعون کا انجام یاد دلایا اور کہا اللہ کان قبلک رجل یزعم انہ الرب الاعلیٰ فاخذہ اللہ نکال الاٰخرۃ و الاولیٰ فانتقم بہ ثم انتقم منہ فاعتبر بغیرک ولا یعتبر غیرک بک۔ یعنی

آپ سے پہلے ایک شخص گذرا ہے جس نے اپنے تئیں خداوند خدا ظاہر کیا تھا اسلیئے اللہ تعالیٰ
نے اُسکو ورلی اور پرلی زندگی کی سزا میں گرفتار کیا پس آپ دوسروں کو دیکھ کر عبرت پکڑیں
اور ایسا نہ کریں کہ لوگ آپسے عبرت پکڑیں۔ ہمارے ناظرین میں سے شاید کسی کو تعجب ہوگا
کہ یہ صحرا اور وادیوں کے رہنے والے کس دلیری سے بڑے بڑے بادشاہوں کے بھرے
درباروں میں بولتے تھے اور اُنکی شان و شوکت کا اُنپر کوئی رُعب نہیں پڑتا تھا۔ لیکن یاد
رہے کہ اگرچہ وہ ڈرانے میں دلیر تھے تاہم اُنکے الفاظ شیریں اور کرختی سے مبرّا تھے۔
اس میں ذرا بھی کلام نہیں کہ وہ ایک بڑے نذیر کی طرف سے موزون قائم مقام تھی۔ یہاں پر
یہ بتلا دینا بے محل نہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیروں نے دوسروں کی طرح
ان بادشاہوں کو کبھی جُھک کر سلام نہیں کیا اور جب کبھی اُنسے دریافت کیا گیا تو جواب
دیا کہ ہم صرف اپنے خدا کے آگے سر جُھکاتے ہیں۔

الغرض شاہ مصر نے حاطبؓ کی تقریر کا یہ جواب دیا کہ "ہم ایک مذہب کے پیرو ہیں اور
جبتک کوئی بہتر مذہب نہ ملجائے ہم اسے نہیں چھوڑ سکتے" حاطبؓ نے بادشاہ کا مطلب
سمجھ لیا اُسکے جواب کا مطلب یہ تھا کہ میرا معاملہ فرعون کے برعکس ہے فرعون غلطی پر
تھا اور اپنے تئیں خدا سمجھتا تھا لیکن میں ایک سچے مذہب پر قائم ہوں اور الہامی
کتابوں کو مانتا ہوں اسلیئے اگر میں اپنے ہی مذہب پر قائم رہوں اور اس عرب کے نبی کے
دعویٰ کو نہ سنوں تو میں فرعون کی طرح خدا کے حضور گنہگار نہیں ہو سکتا۔ حاطبؓ نے
بادشاہ کی اس دلیل کے جواب میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعاوی اور آپکی
بعثت کی غرض بیان فرمائی اور کہا کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے
تو یہودیوں کیلیئے ضروری تھا کہ آپؑ پر ایمان لائیں اور اب اسی طرح جب وہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ دونوں کی پیشگوئیوں کے عین مطابق نمودار ہوا
ہے تو یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کا فرض ہے کہ اُسپر ایمان لائیں۔ ہم آپ کو اُسی طرح
قرآن کریم کی طرف بلاتے ہیں جسطرح آپ اہل توریت کو انجیل کی طرف بلاتے ہیں جن لوگوں
کے درمیان نبی مبعوث ہوتا ہے وہ اُسکی قوم ہو جاتے ہیں اور اُنپر فرض ہوتا ہے کہ

اُسے مانیں چونکہ آپ اس نبیؐ کے زمانہ میں رہتے ہیں اسلیئے آپکا فرض ہے کہ اُسپر ایمان لائیں"
بادشاہ سے ان دلائل کا کچھ جواب نہ بن پڑا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کا مطالعہ
کرنیکے بعد اُس نے حاطبؓ سے کہا "میں نہیں دیکھتا کہ آنحضرتؐ کوئی ایسی تعلیم دیتے ہیں جس سے
مجھکو پرہیز کرنا چاہیئے یا ایسی چیز سے منع فرماتے ہیں جسکی مجھے خواہش ہے۔ نہ وہ (صلعم)
ساحر ہیں نہ غلطی خوردہ۔ نہ دغاباز ہیں نہ جھوٹے ہیں۔ میں اُنہیں نبوّت کی علامات پاتا ہوں"
اسکے بعد اسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو ہاتھی دانت کے بنے ہوئے ڈبے میں رکھوادیا اور
اُسپر مُہر کرکے اپنے خزانچی کے سپرد کردیا۔ پھر مقوقس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں نہایت مؤدبانہ جواب لکھا جسمیں تحریر کیا کہ "مجھے اس بات کا علم ہے کہ ایک نبی
مبعوث ہونیوالے ہیں لیکن میرا خیال تھا کہ وہ مقدس سرزمین شام میں پیدا ہونگے"۔ شاہِ مصر
کو جو ایک نبی کا انتظار تھا اُسکی بنا ان پیشگوئیوں پر تھی جو استثنا ۱۸-۱۸-یوحنا ۱-۲۱و۲۵
اعمال ۳-۲۰و۲۳ یوحنا ۱۵-۲۶ اور دیگر عہد عتیق وعہد جدید کی کتابوں میں مذکور ہیں۔
اسی جواب کے ساتھ مقوقس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں چند تحائف بھی ارسال
کیئے۔ (ملاحظہ ہو زاد المعاد صفحہ ۵۶ و ۵۷ جزو ثانی)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط کو جو آپنے قرب وجوار کے بادشاہوں اور شہزادوں کو
ارسال کیئے تھے اور جنکے جوابات احادیث میں مذکور ہیں میور صاحب اُن سب کو بناوٹی ثابت
کرنیکی کوشش کرتے ہیں اور اس کوشش میں آپ فرماتے ہیں "جو خط ہرقل کو لکھا گیا تھا اُس
میں قرآن کی ایک آیت درج ہے جسکی نسبت ویل نے ثابت کیا ہے کہ وہ ۹ھ تک نازل ہی
نہیں ہوئی تھی"۔ چونکہ یہ تمام خطوط ۷ھ میں ہی لکھے گئے تھے اس لیئے میور اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ
خطوط کی جو عبارت احادیث میں دیگئی ہے وہ بناوٹی ہے لیکن ۱۸۵۸ء میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کا ایک اصل خط دریافت ہوا جس نے احادیث کی وقعت کو بڑھا دیا ہے اور جس سے ثابت ہوتا ہے کہ
ان خطوط کی جو عبارت احادیث میں درج ہے وہ اصل کے مطابق ہے۔ جو حدیث میں مقوقس کے
خط کا مضمون درج ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خط سر بمہر کرکے ہاتھی دانت کے بکس میں رکھدیا
گیا تھا اور خزانچی کے سپرد کردیا گیا جو خطوط حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب وجوار کے حکام

کو لکھے تھے ان تمام میں سے صرف مقوقس کا خط ہی جسکی نسبت احادیث میں ذکر ہے کہ وہ محفوظ رکھا گیا تھا۔ اور یہی خط تھا جو ۱۸۵۵ء میں ایک فرانسیسی سیاح نے شمالی مصر کی ایک عیسائی خانقاہ میں دریافت کیا تھا اور اب قسطنطنیہ میں محفوظ ہے۔ اس خط کا معائنہ ڈاکٹر پی بیجر نے کیا اور پوری جانچ کے بعد اسکو اصل قرار دیا ہے اس خط کی جو عبارت ڈاکٹر بیجر نے قرار دی ہے وہ بعینہ لفظ بہ لفظ وہی ہے جو حدیث میں مذکور ہے اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر کا نشان بھی ہے جسپر بعینہ وہی عبارت کھدی ہوئی ہے جسکا ذکر احادیث میں ہے اس خط کے دریافت ہونیسے احادیث کے معتبر ہونیکی ایک زبردست شہادت ملی ہے اور میور کی اس تحریر کی کہ خطوط کی عبارت جعلی ہے پوری تردید ہوگئی ہے۔ ایک ہی سال میں مقوقس اور ہرقل دونوں کے نام خطوط لکھے گئے اور اُنکی جو نقلیں حدیثوں میں محفوظ ہیں اُنہیں قرآن کریم کی وہ آیت بھی درج ہے جسکی نسبت میور اور ویل لکھتے ہیں کہ ۹ھ میں نازل ہوئی تھی۔ اب چونکہ ڈاکٹر بیجر نے جو عبارت مقوقس کے خط کی دریافت کی ہے اس میں بھی یہی آیت درج ہے اسلئے میور اور ویل دونوں کا قول صریحاً غلط ثابت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوار کے بہت سے بادشاہوں اور رؤسا کو دعوتِ اسلام کے خطوط لکھے تھے جنکا ذکر احادیث میں ہے لیکن صرف ایک مقوقس کا ہی خط ہے جسکی نسبت احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ محفوظ رکھا گیا تھا۔ یہی ایک اب دریافت ہوا ہے اور جس طرح اسکی حدیثوں میں نقل ہے بعینہ اُسی طرح لفظ بہ لفظ اس خط کی عبارت سے جو حال میں دریافت ہوا ہے اور یہ امر احادیث کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ اور جو واقعات حدیث جمع کرنیوالوں نے بیان کیئے ہیں اُن سب کی اس سے تصدیق ہوتی ہے۔ اب اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ جس طرح ایک خط کی عبارت جو حدیثوں میں مذکور تھی بالکل صحیح ثابت ہوئی ہے اسی طرح دوسرے خطوں کا جو مضمون درج ہے وہ بھی اصل اور صحیح ہے (جو صاحب اس خط کی زیارت کرنا چاہیں تو وہ ریویو آف ریلیجنز بابت اگست ۱۹۰۶ء ملاحظہ کریں جس میں اس مبارک مکتوب کا عکس دیا گیا ہے)

حضرت نبی کریم صلعم کا خط بنام شاہ حبش

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی سینیا کے بادشاہ کے پاس یکے بعد دیگرے دو خط عمر بن امیہ کے ہاتھ روانہ فرمائے پہلے میں وہی مضمون تھا جو

دوسرے شاہوں اور روسا کے نام تھا یعنی دعوت اسلام۔ شاہ حبش کو اس نئے مذہب یعنی اسلام کا زیادہ علم تھا اور مسلمانوں کے اخلاق و عادات سے وہ بخوبی واقف تھا کیونکہ بہت سے صحابہؓ نے اُسکے ملک کی طرف ہجرت کی تھی۔ اس خط کا جواب نجاشی نے بڑے انکسار سے دیا اور اسلام قبول کر لیا اور اس بات پر افسوس ظاہر کیا کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کے حضور حاضر نہیں ہو سکتا۔ دوسرے خط میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ مذکور کو لکھ بھیجا کہ اُن مہاجرین کو جو ابتک ملک حبش میں باقی تھے مدینہ کو واپس بھیجدے۔ نجاشی کو جب یہ خط پہنچا تو اُس نے دو جہازوں میں مہاجرین کو سوار کرا کر مدینہ کو روانہ کر دیا جہاں وہ بخیر و عافیت پہنچ گئے۔

نبی کریم صلعم کے ایک سفیر کی شہادت۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سفیر مسمی الحارث بن عمیر الازدی جو عیسوی سلطنت کے ایک حاکم کی طرف بصری میں بھیجا گیا تھا دمشق کے نزدیک اُسکو شرجیل بن عمر نام ایک غسانی سردار نے پکڑ لیا اُسکو رسیوں سے باندھکر اسکا سر تلوار سے اُتار دیا یہ ایک ایسا حادثہ ہوا جس نے قوانین مابین الاقوام کو توڑ دیا اور اسلام و عیسائیت کے جو عظیم الشان جنگ بعد میں ہوئے اُنکی ابتداء اسی جگہ سے ہوئی۔

ریویو

الحق - اس نام کا ایک ہفتہ وار اخبار ہماری جماعت کے معزز ممبر میر قاسم علی صاحب نے دہلی سے نکالنا شروع کیا ہے۔ اسکے مقاصد حسب ذیل ہیں۔ مخالفین اسلام کے عموماً اور آریوں کے خصوصاً اعتراضات کا جواب مہذبانہ طریق سے دینا۔ اسلام کی خوبیوں کا اظہار کرنا۔ سرکار انگریزی کے متعلق ہر طرح کی غلط فہمیوں کو دور کرنا اور اُسکے احسانات کو ظاہر کر کے لوگوں میں وفاداری کی روح پھونکنا۔ میر صاحب موصوف کو مذہبی مناظرات سے بہت دلچسپی ہے اور اُنکو خدمت اسلام اور اعلاء کلمۂ حق اور ابطال باطل کا بڑا شوق ہے اور یہی امر اُنکے اخبار نکالنے کا محرک ہوا ہے۔ خدائے تعالیٰ اُنکا ناصر و مددگار ہو۔ آمین۔ اگرچہ اخبار میں زیادہ تر مذہبی مضامین ہیں جو بہت قابلیت سے لکھے گئے ہیں مگر میر صاحب نے اخبار کا ایک حصہ عام خبروں کیلئے علیحدہ کر دیا ہے اور اس طرح اپنے خریداروں کو عام اخبارات کے خریدنے سے مستغنی کر دیا ہے۔ طرز تحریر بہت پاکیزہ ہے۔ بارہ صفحہ کا اخبار ہے قیمت صرف عہ؎ مع محصولڈاک ہے۔ اُنہوں نے یہ اخبار حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد جاری کیا ہے اور اُسکا نام بھی حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے ہی تجویز فرمایا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس اخبار کو مبارک فرماوے۔ آمین

صدر انجمن احمدیہ کی ماہوار رپورٹ

سلسلہ تبلیغ:- جیسا کہ گذشتہ نمبر میں اعلان کیا گیا تھا۔ اخیر دسمبر میں سلسلہ احمدیہ کی طرف سے ایک سلسلہ اسلامی لیکچروں کا جو برابر چار روز تک رہا لاہور احمدیہ بلڈنگز میں ہوا۔ ان لیکچروں کی تحریک کی وجہ بھی پہلے ظاہر کی جا چکی ہے۔ ابتدائے دسمبر میں عیسائی صاحبان کی طرف سے ایک سلسلہ لیکچروں کا لاہور میں ہوا تھا اور جو غلط بیانیاں اسلام کے متعلق ان لیکچروں میں کی گئی تھیں انکی تردید ہماری اصل غرض تھی۔ اور مسیحی صاحبان کا فرض تھا جیسا کہ انکے ایک معزز لیڈر نے انہی لیکچروں کے اثنا میں بیان بھی کیا تھا کہ وہ ان لیکچروں کو ٹھنڈے دل سے آکر سنتے اور اگر کوئی بات حق انکی سمجھ میں آجاتی تو اُسے قبول کرتے ورنہ ان پر جبر تو کسی کرنا ہی نہیں تھا۔ مگر حق سے روگردانی ان لوگوں کا جنکے ہاتھ میں کچی باتیں ہوتی ہیں ہمیشہ سے شیوہ چلا آیا ہے آیت کریمہ فما لھم عن التذکرۃ معرضین درحقیقت اسی طرف توجہ دلاتی ہے جو شخص محض اپنی بات ایک نصیحت کے رنگ میں سمجھانا چاہتا ہے اس سے اسطرح بھاگتا ہے اسکا نمونہ تلاش کرنیکے لیئے گذشتہ مذہبی تاریخ کی ورق گردانی کی ضرورت نہیں بلکہ آج بھی وہی نقشہ نظر آتا ہے۔ جب مسیحی لیکچروں کے سلسلہ کا اعلان ہوا تو سلسلہ احمدیہ کے مقتدا حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے تو یہ اعلان شائع ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی باتیں ہم سنیں گے (اور چنانچہ خاص آدمی بھی اس غرض کیلئے یعنی ان لیکچروں کو سننے کیلئے بھیجے جاتے ہیں) اور جو بات ان میں حق ہوگی اسکو خوشی سے قبول کرینگے اور جو غلطی ہوگی اسکی تردید کریں گے۔ یہ وسعت اللہ تعالیٰ نے حق کو ہی بخشی ہے۔ اور ناراستی اور راستی میں یہ بڑا فرق ہے کہ راستی کا پیرو تنگدل نہیں ہوتا وہ جسطرح اپنی باتیں سنانے کو تیار ہے دوسروں کی باتیں سننے کو بھی تیار ہے۔ مگر ناراستی کا حامی خود تو ہر ایک بات بلا سوچے سمجھے کہہ گذرتا ہے لیکن اسکے سینہ میں اسقدر وسعت نہیں ہوتی کہ وہ دوسرے کی بات کو بھی سن سکے۔ جس صورت میں مسیحی صاحبان نے اپنے لیکچروں کے سلسلہ میں اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنیکی بجائے اسلام پر ان حملوں کو ضروری خیال کیا تھا کہ اسلام میں نجات نہیں اور اسلام میں عرفان الٰہی نہیں ہو سکتا اور قرآن شریف کی رو سے حضرت مسیحؑ نہ صرف جملہ انبیاءؑ سے افضل بلکہ بشریت کی حد سے گذرے ہوئے ہیں تو انکا فرض تھا کہ جب انہی مضامین پر اہل اسلام کی طرف سے لیکچروں کا اعلان ہوا تھا تو انکو بھی آکر سنتے اگر کوئی حق بات پاتے تو اسکے قبول کرنے میں انکا اپنا فائدہ تھا اور اگر ہماری

باتیں کمزور اور کچی ہوتیں تو انکو سُنکر انہیں اور بھی خوشی ہونی چاہیئے تھی کہ ہمارے ہاتھ میں ایسی مضبوط باتیں ہیں کہ انکا جواب کسی سے نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ شیوہ اختیار کرنا کہ ہم انکی باتیں سُنیں گے ہی نہیں گو کسی پُرانے زمانہ کے عیسائیوں میں بُرا معلوم نہ ہو مگر اس تہذیب کے زمانہ میں کوئی سمجھدار آدمی اسے سوائے نفرت کے کسی دوسری نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔ اور پھر اپنی اس کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لیئے بہانہ یہ تلاش کیا گیا کہ لیکچروں کے اخیر پر پانچ منٹ مباحثہ کیوں نہیں رکھا گیا۔ گویا مذہبی اصول کا فیصلہ کرنیکے لیئے یہ پانچ منٹ ہی مسیحی صاحبان کے نزدیک تھے جب یہ نہیں دیئے گئے تو اب کسی بات کے سُننے سے کوئی فائدہ ہی نہیں۔ چنانچہ جس دن صبح لیکچروں کا سلسلہ شروع ہونا تھا اسی شب کو ۸ بجے رات کے پادری ٹامس ہوول صاحب کی طرف سے یہ رقعہ پہنچا۔ جو بعینہٖ نیچے درج ہے۔

"جناب کرمفرما خواجہ کمال الدین صاحب تسلیم۔ جناب کا اشتہار لیکچروں کی بابت موصول ہوا۔ اور مطالعہ سے گذرا جس سے معلوم ہوا کہ مسیحیوں کو کوئی موقع سوال وجواب کا نہیں دیا گیا جیسا کہ انہوں نے اپنے لیکچروں کے وقت ہندو محمدیوں کو دیا تھا۔ کیا آپ ہر لیکچر کے بعد پورا گھنٹہ ہماری طرح سوال وجواب کے لیئے مخصوص کرینگے یا نہیں۔ اگر جواب نفی میں ہے تو میں مسیحی لیکچروں کی کمیٹی کا پریزیڈنٹ ہونیکی حیثیت سے اطلاع دیتا ہوں کہ ہم مسیحی آپکے لیکچروں میں حاضر نہ ہونگے۔ اور میں آپسے درخواست کرتا ہوں کہ اگر ہمیں بولنے کی اجازت نہیں مل سکتی تو براہ نوازش میرا یہ نوٹ حاضرین کو پڑھکر سُنادیں تاکہ ہماری غیر حاضری کی وجہ معلوم ہو جائے۔ فقط زیادہ سلام۔

نیازمند۔ ٹامس ہاول بشیر۔ پاسٹر ہولی ٹرنٹی چرچ لاہور۔ متصل دوکان مول چند۔ ۲۸۔ دسمبر ۱۹۰۹ء"

یہ عجیب بات ہے کہ اشتہار کو شائع ہوئے تو کئی دن گذر چکے تھے مگر یہ عذر کہ اشتہار سے یہ معلوم ہوا کہ مسیحیوں کو سوال وجواب کا کوئی موقع نہیں دیا گیا پہلے نہ سوجھا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ وقت پر نہ آنیکے لیئے ایک بہانہ بنا لیا گیا۔ اس رقعہ کا جواب اسی وقت پادری صاحب کو دیا گیا جو ذیل میں درج ہے۔

"کرمفرمابندہ جناب پادری صاحب بعد ماوجب۔ آپنے غالباً وہ تمہیدی اشتہار ملاحظہ فرمایا ہے جو ہمارے مرشد و مولا حضرت خلیفۃ المسیح الموعود علیہ السلام نے آپ کے لیکچروں کے دوران میں دیا تھا۔ وہ آپکے ملاحظہ کے لیئے پھر ملفوف کرتا ہوں۔ جس سے آپ پر ظاہر ہوگا کہ ہم نے یہ چند منٹی مباحثہ کبھی مستحسن نہیں سمجھا اور نہ وہ اصول اس چند منٹی مباحثہ سے طے ہو سکتے ہیں جنپر مذاہب مختلفہ کی

بنیاد ہے۔ ہم آپکے ہاں آپکی صداقتیں سُننے گئے اور چونکہ آپنے ہمیں موقعہ دیا اس موقعہ سے ہم نے فائدہ اُٹھایا و اِلّا وہ چند منٹی مباحثہ جس سے کوئی شخص اپنے جلسہ کی رونق مدِ نظر رکھ لیتا ہے ہم کو آپکے ہاں نہیں لے گیا ہم تو آپ کی باتیں سُننے گئے جو باتیں ہمیں درست معلوم ہوئیں اُنکے ہم مصدق ہیں اور جو ہماری نزدیک خلاف ہیں اُنکی تردید ہمارا فرض ہے پادری صاحب آپ کی ایک عمران معاملات میں گذر گئی اور آپ خوب سمجھتے ہیں کہ یہ فوری اور مختصر مباحثے ایک دل کے اُبال کو ٹھنڈا کرنیکے لیئے ہوتے ہیں۔ آپ اس مباحثہ کی خاطر نہ آئیں بلکہ ہماری ان باتوں کو سُننے آئیں جو ہم بطور صداقت آپکے آگے پیش کریں گے آپ ٹھنڈے دل سے انکو سُنیں اُنپر غور کریں اور پھر جو آپکے نزدیک قابل جرح ہوں اُنپر بیشک جرح کریں اور ہم کو مدعو کریں ہم حاضر ہو جائیں گے۔ اور میں آپ کو دوبارہ تاکیداً عرض کرتا ہوں کہ آپ مخاصمانہ طور پر نہیں بلکہ دوستانہ طور پر بہ طلب حق تشریف لائیں۔ جب آپکو ہماری باتیں ہی معلوم نہ ہوں گی تو آپ ہماری تردید ہی کیا کر سکیں گے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدےٰ۔

راقم نیازمند۔ خواجہ کمال الدین وکیل احمدیہ بلڈنگس لاہور۔ ۲۸۔ دسمبر ۱۹۰۹ء ۹ بجے شام"

مگر پادریصاحبان کا منشار تو کسی معقول بات کو سُننے کا تھا ہی نہیں انکو فکر تھا کہ عیسائی ان لیکچروں میں جائیں تو کہیں لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔ وہ نہ آئے۔ بلکہ اسی دن اپنا ایک اور سلسلہ انہی مضامین جن میں اسلام پر حملے کیئے گئے تھے پھر شروع کر دیا۔ جسے دو دن جاری رکھکر آخر کسی مصلحت سے بند کرنا پڑا۔ بہر حال محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلامی لیکچروں کا یہ سلسلہ نہایت کامیابی سے ختم ہوا۔ اور بہت سی سعید روحوں نے اس سے فائدہ اُٹھایا۔ امید ہے کہ یہ سب لیکچر علیحدہ علیحدہ رسالوں کی صورت میں چھپکر شائع ہو جاوینگے کاش وہ لوگ جنہوں نے خدا کے ایک برگزیدہ کی تکذیب کو ہی اپنا رزق بنا لیا ہے کبھی اس بات پر غور کریں کہ اگر اس اُمت میں ایک دجال اور مفتری بھی ایسی جماعت پیدا کر سکتا ہے جو اسلام کیلیئے ایسی غیرت رکھتی ہو کہ وہ اپنے پاس بیٹھنے والوں کو بھی اس غیرت میں دنیا کی تمام قوموں میں ممتاز کر دیتا ہے کیا اسی کو کہتے ہو کہ وہ نعوذ باللہ دشمن اسلام تھا۔ بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم ۔ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اس تبلیغ سے جو لاہور جیسے شہر میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوئی انجمن احمدیہ لاہور ساری سلسلہ کی طرف سے خاص شکریہ کے مستحق ہے۔ کہ انہوں نے مقامی چندہ سے ہی ان لیکچروں کے اور لیکچروں کے علاوہ تین چار سو احمدی احباب کے جو باہر سے شامل جلسہ تھے مہمانداری کے اخراجات کو پورا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان

سب دوستوں کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس دینی جہاد میں علمی و مالی جسمانی رنگ میں حصّہ لیا۔

سلسلہ تبلیغ میں اس کا ذکر بھی ضروری ہے کہ شیخ غلام احمد صاحب اضلاع لائل پور و منٹگمری۔ ملتان میں تبلیغ کے لیئے بھیجے گئے ہیں اللہ تعالیٰ انکے کلمات کو بابرکت کرے شیخ صاحب اپنے اس دورہ میں یہ کوشش بھی کریں گے کہ حتی الوسع انجمنوں کو یا جہاں ابھی انجمنیں نہیں بنیں انجمنیں بناکر احباب کو توجہ دلا دیں کہ چندوں کی باقاعدہ ماہوار وصولی ہونی چاہیئے امید ہے جہاں وہ جاویں گے احباب انکو مدد دیں گے۔

تعمیر :۔ تعمیر بورڈنگ ہوس بھی عنقریب شروع ہونیوالی ہے۔ اسکے متعلق ایک ضروری تحریک صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے قوم کے سامنے پیش کرنیکے لیئے مجھے ارشاد ہوا ہے آیندہ نمبر میں انشاء اللہ پیش کر سکونگا۔ بورڈنگ ہوس سے پہلے اس مسجد کی بنیاد رکھی جاویگی جسکے لیئے اڑھائی ہزار روپیہ چندہ حضرت میر ناصر نواب صاحب نے فراہم کر کے دیا ہے اور اڑھائی ہزار ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی ہمشیرہ مرحومہ کی وصیّت کا ہے۔ اس مسجد کے علاوہ جامع مسجد موجودہ کی توسیع کا کام بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ اور امید ہے کہ جلسہ سالانہ سے پہلے پہلے ایک بڑا کمرہ پُرانی مسجد کے برابر چوڑائی میں اور لمبائی میں قریبًا ۴۶ فٹ اور اس نئے کمرے اور پرانے کمرے کے سامنے ایک برامدہ جو ۸۰ فٹ سے زیادہ لمبا ہوگا تیار ہو جاویگا۔ اس توسیع پر غالبًا تین ہزار روپیہ کے قریب خرچ ہوگا۔ مگر یہ کام نہایت ضروری تھا اور اس سے اب یہ ہے سالانہ جلسہ کے اجتماع کیلیئے عمدہ جگہ نکل آئیگی۔ اسکے لیئے بالفعل علیحدہ چندہ کی تحریک کرنی مناسب نہیں سمجھی گئی مگر سالانہ جلسہ کے اخراجات کیلیئے چندہ میں جملہ احباب اس بات کو مدنظر رکھیں کہ دو ہزار روپیہ اخراجات جلسہ کیلیئے اور تین ہزار روپیہ یہ کل پانچ ہزار روپیہ پورا کرنا ضروری ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھکر اخراجات جلسہ سالانہ کے لیئے سب انجمنیں اور احباب کوشش کریں جلسہ میں اب صرف دو ماہ باقی ہیں اور اس رقم کا بہت جلد پورا ہونا ضروری ہے، مساجد کی تعمیر اور توسیع بجائے خود ایک اعلیٰ درجہ کے ثواب کا کام ہے اور اسپر مزید یہ کہ سلسلہ کی ضروریات اس بات کی متقاضی ہیں۔ اسی اثنا میں میں احباب کو اس طرف توجہ دلانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ لنگر خانہ کی مد بہ سبب کمی آمد روز بروز زیادہ مقروض ہوتی چلی جا رہی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں ان تنگیوں کے وقت میں سال میں ایک یا دو دفعہ خاص چندہ لنگر خانہ کا ہو جایا کرتا تھا۔ اب بھی اگر احباب توجہ کریں تو کوئی بڑی بات نہیں۔ مالوں میں برکت دینے والا وہی خدا ہے جسکی راہ میں یہ خرچ ہو رہے ہیں۔

سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

حضرت نبی کریمؐ کی اندرونی زندگی ۱۲۱-۱۲۴- مکہ پر چڑھائی ۱۲۴-۱۳۱- فتح مکہ ۱۳۱-۱۳۳- اہل مکہ کا اسلام
قبول کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کا اہل مکہ سے حُسن سلوک ۱۳۴-۱۴۸- ایک عظیم الشان معجزہ ۱۶۱-۱۹۲

ینابیع الاسلام پر ریویو- ۸۱-۱۱۷ و ۲۸۱-۳۲۰ و ۳۲۵-۳۵۸ و ۳۶۱-۳۷۵ و ۴۰۱-۴۳۰ و ۴۴۱-۴۷۳-

ینابیع پر مسیحیوں کا فخر ۸۱-۸۴ پادری ٹسڈل کی تحقیق کے چند نمونے-۸۴-۹۴ -ینابیع کا بنیادی پتھر ہی غلط
ہے ۹۴-۱۱۷- آیات قرآنی جنسے ثابت ہوتا ہو کہ کُل دنیا میں نبی آئے ۹۶-۹۷- آیات قرآنی جن سے ثابت
ہوتا ہو کہ قرآن مجید تمام گذشتہ کتب آسمانی کی تصدیق کرتا ہے ۹۷-۹۸- پہلی کتابوں سے قرآنی مضامین کا
مشابہ ہونا اسکی سچائی کی ایک دلیل ہے ۹۸-۱۰۴- قرآن مجید کے نزول کی ضرورت اُسکا امتیاز و فوائد
۱۰۵-۱۱۷- نزول قرآن کے وقت اہل کتاب کی حالت- ۱۰۸-۱۱۱- قرآن جیسی کتاب بنانا کیوں
محال ہے- ۱۱۴-۱۱۵- پادری ٹسڈل کا جج کی کرسی پر رونق افروز ہونا- ۲۸۱-۲۸۸- پرانی زبانیں جن سے
قرآنی مضامین کا ماخوذ ہونا بیان کیا جاتا ہے ۲۸۴- ینابیع کی پڑتال کے لیئے دو معیار ۲۸۸- کیا قرآنی
مضامین پادری ٹسڈل کے حوالجات سے ملتے ہیں- ۲۸۸-۳۰۷- پادریصاحب کا قرآن شریف اور
احادیث صحیحہ کو چھوڑ کر تفاسیر کے قصوں اور جھوٹی روایتوں کی طرف رجوع کرنا- ۲۸۹-۲۹۴- حضرت
مریمؑ کے قول هو من عند الله کی تفسیر ۲۹۱-۲۹۴- اُن کہانیوں کی مثالیں جو پادریصاحب نے
کہانیوں کی کتابوں سے اخذ کرکے قرآن کریم کی طرف منسوب کی ہیں ۲۹۴-۳۰۷- پادری ٹسڈل کی کذب بیانی
(لغو کہانیوں کا نام حدیث رکھکر دھوکہ دیتے ہیں) ۳۰۷-۳۲۰- میور کی رائے صحاح ستہ کے بارے
میں ۳۱۵- میور کی رائے شیعہ کی کتب احادیث کے بارے میں ۳۱۶- پادری ٹسڈل کا یہودی مفسرین اور
مسیحی مصنفین کو افسانہ گو قرار دینا ۳۱۳-۳۱۵- کیا آنحضرت صلعم نے انسانی سرچشموں سے اپنی تعلیم کو جمع کیا ۳۲۵-۳۲۶
فہرست کتب مذاہب غیر جنکو پادری ٹسڈل اسلام کے سرچشمے قرار دیتا ہے ۳۲۶-۳۲۸- کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے
آزر کا نام یونانی مورخ سے حاصل کیا! ۳۳۰- ہاروت ماروت سے متعلق پادریصاحب کے اعتراض کا جواب ۳۳۳-
یہودی سرچشموں کی تحقیق ۳۳۶-۳۵۸- پادری ٹسڈل کے دلائل اور اُنپر بحث ۳۳۷-۳۴۶- لفظ اُمّی کی
عجیب و غریب تشریح پادری کی طرف سے ۳۳۷ و ۳۴۶-۳۴۸- حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں کس غرض
سے کیا گیا ہے ۳۳۸-۳۴۳- آنحضرتؐ کے زمانہ کے یہودیوں کے بارے میں قرآن مجید کیا کہتا ہے ۳۴۴-۳۴۶-

فہرست مضامین قرآنی جو ٹسڈل اور دیگر مسیحی لوگ یہودی سرچشموں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اُنکے متعلق تحقیق ۳۵۴-۳۵۸ و ۳۶۱-۳۷۵- مسیحی سرچشموں کے متعلق تحقیق ۴۰۱-۴۳۰ و ۴۴۱-۴۵۳-
پادری ٹسڈل کے برخلاف تین جلیل القدر مسیحیوں کی گواہی ۴۰۲-۴۰۶ ٹسڈل کی علمیت ۴۰۶-۴۱۲
اُسکی تحقیقات کی حقیقت ۴۱۲-۴۲۰- احمد کی پیشگوئی ۴۲۰-۴۲۳- مسیح کی آمد ثانی ۴۲۴-۴۲۶
بنت عمران کے متعلق اعتراض کا جواب ۴۲۶-۴۳۰- حضرت ماریہ قبطیہ رض ۴۰۷-۴۱۲- اعمال کے تولا جانیکا ذکر
بائیبل و طالمود میں ۴۱۰-۴۱۱- قرآن مجید آنحضرت صلعم کے زمانہ کے مسیحیوں کی نسبت کیا کہتا ہے ۴۱۳-۴۱۶
ٹسڈل کی اختلاف بیانی ۴۲۳-۴۲۴ مسیحی معترضین کے مابین تنازع ۴۴۱-۴۵۳- مسیحی سرچشموں کے متعلق میور کی رائے اور اُسکی تردید ۴۴۴-۴۵۳- زردشتی سرچشموں کے متعلق تحقیق ۴۵۳-۴۷۳ حضرت سلمان فارسی رض
۴۶۰- قرآن مجید انبیاء اور اُمم سابقہ کے حالات کو کیوں انباء الغیب کہتا ہے ۴۶۴-۴۶۵-

اسرائیل کی گم شدہ بھیڑیں (احاطہ بمبئی اور مالابار کے بنی اسرائیل کے حالات اور اُنکی اصلیت کی تحقیق) ۱۴۸/۱۵۹
وید کی ناکامی ۱۹۶-۱۹۸- آریہ سماج کی دیانند سے بیزاری اور قرآن شریف کی پیروی (دیانند کا بیوہ کے نکاح کو ناجائز ٹھہرانا اور اُسکی بجائے نیوگ کا عمل تجویز کرنا اور آریہ سماج کا اسکے برخلاف عمل ۱۹۸-۲۰۰-
قرآن مجید پر ڈاکٹر کرل گم کے حملہ کا جواب ۲۰۱-۲۳۴- آیات متعلقہ جہاد پر بحث ۲۰۱-۲۲۷-
بائیبل میں کس قسم کے جہاد کی تعلیم دیگئی ہے اور اُس کا اسلامی جہاد سے مقابلہ ۲۲۸-۲۳۴-
واقعہ صلیب کے متعلق ایک محقق امریکن کی رائے ۲۳۴-۲۳۶
الوہیت مسیح کے برخلاف آسمانی کتب کی شہادت ۲۳۶-۲۳۸
گوتم بدھ کی ہڈیاں اور حضرت مسیح ناصری کی قبر ۲۳۸-۲۳۹
ایک نیا عیسائی فرقہ ۲۳۹-۲۴۰
انبیائے عالم ۲۴۱-۲۷۲- ایک فاضل سکھ کی رائے آنحضرت صلعم و سلسلہ انبیاء کے بارہ میں اور موجودہ مذاہب کی حالت ۲۴۱-۲۴۷- موجودہ زمانہ کا مصلح اور اُس کے نشانات ۲۴۷-۲۵۲- ثبوت کہ آنحضرت خاتم النبیین ہیں اور قرآن مجید کے بعد کوئی شریعت نازل نہیں ہو سکتی- مگر الہام کا دروازہ کھلا ہے ۲۵۲-۲۷۲
ایک جھوٹے بابی مدعی کی پردہ دری ۲۷۶-۲۷۹
اسلام کی اشاعت براعظم افریقہ میں ۲۷۵-۳۹۱ و ۳۹۳-۴۰۰ و ۴۳۹-۴۴۰- مسٹر فرڈ کی رائے
مسیحی ملکوں میں مسیحی مذہب کا زوال ۴۷۹-۴۸۰
ایک نشان ۴۷۳-۴۷۴

نوٹ:- خریداران ریویو کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت نمبر خریداری ضرور لکھا کریں۔